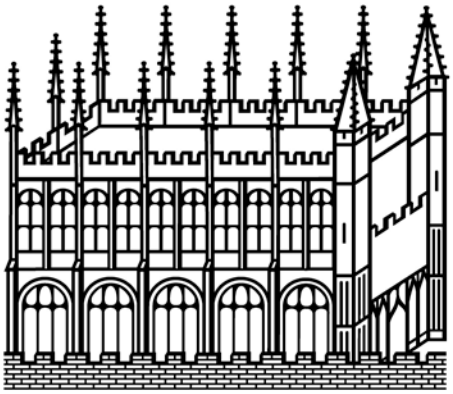


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.



نوطرز مرصع قصۂ چار درویش اردو میں مسجع لکھا ہے
بستان حکمت ترجمۂ انوار سہیلی کا مشہور
مؤلفہ حضرت گویا۔
شیرین خسرو اردو نظم با تصویر تصنیف منشی
گوبند پرشاد فضا۔
بنجارہ نامہ تصنیفات نظیر سے یہ قصہ نظم مشہور ہے
لیلیٰ و مجنون اردو تصنیف میر تقی مرحوم ہوس تخلص
بہار دانش منظوم تصنیف طبش
ایجاد رنگین یہ کتاب مجموعہ حکایات و لطائف بطور پند ہے
قصہ سپاہی زادہ با تصویر۔
قصہ سوداگر بچہ المعروف بہ بحر دانش
ایک سوداگر بچہ کا قصہ ہے۔
قصۂ سیاہ پوش مطبوعۂ مطبع اسدی
شاہنامہ اردو نظم تصنیف لالہ مولچند تخلص منشی
سنگھاسن بتیسی نظم تصنیف شادی لال چمن۔
طلسم شایان یعنے داستان امیر حمزہ منظوم
مع تصویرات۔
فسانۂ معقول مصنفۂ مولوی سید غلام حیدر
خانصاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
اودھ مشتمل ہے اوپر فوائد علوم و فنون کے۔
آئینۂ عقول یعنی قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا
زوجۂ فرزند خلیفۂ بغداد مصنفۂ سید غلام حیدر
خانصاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اودھ۔
قصۂ حجمہ مشہور قصہ

قصہ سوداگر بچہ مشہور و معروف ہے۔
قصۂ شاہ روم منظوم قصہ مشہور۔
قصۂ ماہی گیر منظوم ایضاً
قصۂ شیخ منصور — منظوم — ایضاً
جوگن نامہ تصنیف میاں بابن صاحب اکبر آبادی۔
قصہ مقتول جفا معروف باسم تاریخی فسانۂ غم آمود
تصنیف مولوی حافظ امیر الدین صاحب دہلوی حال
خوشباش لکھنؤ۔
بکٹ کہانی تصنیف مولوی الٰہی بخش صاحب
بطور بارہ ماسہ۔
قصۂ سورج پور۔
طلسم حیرت بجواب فسانۂ عجائب نہایت عمدہ نثر ہے۔
مخبر ہمت تصنیف منشی جے گوپال متخلص بہ
ثاقب مطبوعۂ ثمر ہند۔
جادۂ تسخیر تصنیف عالیجناب نواب محمد حیدر علی
خانصاحب بہادر۔
ایضاً — کاغذ حنائی۔
نورتن فسانہ مشہور تصنیف محمد بخش صاحب مہجور۔
سراپای تصویر غم تصنیف حکیم اشرف علی
صاحب متخلص بہ مست۔
قصۂ اگر گل مشہور فسانہ ہے۔
سیر مقبول تصنیف مولوی غلام حیدر خانصاحب
بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ اودھ۔
قصہ گوپی چند بحر تھری اردو مشہور قصہ۔

کتب قواعد اردو و فن عروض و قافیہ وغیرہ

اصول عجیبیہ صرف افعال وغیرہ
معلم الحساب عرف مکتب نامہ نصائح اور حکایات و خطوط
و محاسبہ۔
مصدر فیوض صرف و نحو قواعد فارسی عبارت اردو میں
مطلع جوہر رشید تصنیف مولوی منظور احمد صاحب قافیہ سنج
عروض و قضا قواعد قافیہ میں مطبوعۂ گلشن محمدی۔

زر کامل عیار ترجمہ معیار الاشعار مع شرح در فن عروض و قافیہ
طوطی الہند عروض منظوم مؤلفہ مومن حسین صفوی علم عروض میں
خلاصۃ المنطق مصنفہ منشی دیبی پرشاد ممبر ٹیلی انسپکٹر
مجموعہ صرف مسمیٰ بہ امداد الادب ترجمہ اردو میزان
سے شافیہ تک۔
دریائے عقل مصفوۃ المعنا کو قواعد ضروریہ کے ساتھ مرتب کیا ہے

ہفت خوان منظوم تصنیف مولوی عبدالاحد صاحب متخلص بہ ظامی ہفت بند ملا کاشفی کے طرز پر زور طبع دکھایا ہے

کتب قصہ جات اردو

الف لیلی نثر تصنیف منشی طوطا رام شایان جسمین ایک ہزار ایک شب جدا جدا ہے اور ہر شب مین شام و سحر و ساقی نامہ۔

الف لیلی نظم پہلی جلد مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی کی تصنیف ہے اور دوسری تیسری جلد منشی طوطا رام شایان کی تصنیف اور چوتھی شادی لال چمن کی ہر ایک کا بھی مضمون علیحدہ۔

سہر و شمع سخن۔ بجواب فسانہ عجائب انشا سید فخر الدین حسین مودودی۔

باغ و بہار معروف قصہ چار درویش تصنیف میر امن دہلوی مشہور۔

فسانہ عجائب نثر مصنفہ مرزا رجب علی بیگ سرور مشہور کتاب ہے با تصویرات چھپا ہے حق تصنیف ملک مطبع۔

فسانہ عجائب نثر با تصویر۔

مجموعہ قصص اس مجموعہ مین قصہ شاہ روم قصہ جمجمہ بادشاہ قصہ منصور قصہ سودا گر بچہ قصہ ماہی گیر وغیرہ عمدہ چھپا ہے۔

پدماوت بھاکھا از تصنیف شاہ ملک محمد جائسی اسکے ہر شعر کے معنے اردو زبان مین مثل شرح کے حاشیہ پر مندرج ہین۔

پدماوت اردو مولوی قاسم علی صاحب بدایونی نے بھاکھا کی پدماوت کو شعر بشعر دوہرہ بدوہرہ نظم فرمایا ہے۔

طلسم فصاحت فسانہ مرغوب مصنفہ مولوی محمد حسین صاحب جاہ۔

پدماوت اردو نظم مشہور تصنیف عبرت و عشرت

پدماوت فارسی نظم تصنیف رازی شاعر معروف مطابق قصہ اردو کے فصاحت و بلاغت مین بیگانہ۔

گلزار نسیم نسیم لکھنوی کی تصنیف سے یادگار ہے۔

سہیل یمن تصنیف مولوی رفیع الدین صاحب وکیل عدالت لکھنو جسمین مطارحات یمنی و ایرانی مسطور ہین۔

فسانہ عجائب منظوم۔

وقائع راجگان راجپوتانہ ایک فسانہ سراپا ہوش زا و طبع پر جوش منور جگت سنگھ خلف الصدق مہاراجہ بانسگھ کے حالات مین جسکو مالک مطبع نے اردو مین ترجمہ کرایا۔

مثنوی میر حسن اردو مشہور و معروف ہے۔

نلدمن اردو قصہ نل و دمن کا اردو منظوم ہے

سنگھاسن بتیسی نثر راجہ بھوج کے قصہ جات کو ناگری سے اردو مین ترجمہ کیا ہے با تصاویر۔

بیتال پچیسی نثر راجہ بکرم کے حالات اور جوانمردی کے قصے مع تصاویر۔

ہدیۂ انظار منظوم مولوی ممتاز علی سندیلوی۔

سیجی بہادری مصنف مترجم جناب بابو شیو پرشاد صاحب بہادر۔

الف لیلی نثر ہر چہار جلد مطبوعہ مصطفائی۔

گل بکاولی نثر نہال چند شاہجہان آبادی کی تصنیف۔

طوطا کہانی تصنیف سید حیدر حسین قصہ نہایت دلچسپ۔

مجموعہ جو ہے نامہ دہلی نامہ مشہور قصہ با تصویرات چھپا ہے۔

قصہ گل و صنوبر تصنیف پیم چند کا ہے۔

زلیخا اردو تصنیف متخلص بہ فگار سے مشہور ہے

آرائش محفل مشہور قصہ حاتم طائی تصنیف حیدر بخش

ایضاً — با تصویر — ایضاً

داستان امیر حمزہ نہایت عمدہ زبان مین با تصویرات ہے

گلزار ابراہیم حضرت ابراہیم ادہم کا قصہ۔

چشمہ شیرین فرہاد شیرین کا دلچسپ قصہ۔

تتمہ

ہزاران ہزار نیاز بحضرت خداوند بی نیاز کہ کلام عرفان طراز یعنی ہر دو دیوان
فارسی و اردو ی جناب **شاہ نیاز احمد صاحب نیاز** بطبع
فیض بنع صاحب و اقبال وزور منشی **نول کشور** واقع معمورۂ معمور
کانپور باہتمام تمام منصرم ہمتیال **لالہ مشیشر دیال** بماہ اکتوبر ۱۸۷۶ء
طبع گردید حقیقت پیرایۂ مجاز پوشیدہ ؎

تاریخ طبع مطبوع طبع تخییل نبیل موزخ باکمال و وقار
لالہ مدن موہن لال سرشار خیر آباد وطن یکتای فن

چو دیوان دو عارفانہ کلام ؛ زبان فارسی اور اردو تمام
چھپے ایسے اسلوب سے اے فتی جنھیں دیکھکر پڑھیے صل علی
پے طبع سرشار نے یکقلم یہ بیت انکی تاریخ مین کی رقم

چھپے لطف سے آج اے بے نیاز
و لیے حمد اکے یہ راز و نیاز
۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء

منہ

نیاز پیارا ہے کھلاری کی اچل پہ کھیل کھیلار
سکھی ہوئی ہیں اور چلوا نا ملیں تب جی قرار

منہ

من موہن پیارا ہے ہوری ہیں سج دھجے
سیلے تو انا کی آن کھلا دیں سب چلیو رے
نیاز پیارا ہے ہوری کی ہیں ایسی لاگ اور
ہاتھ گلال اور ہاتھ پچکاری ہاتھ میں لیکر دوڑے جائیں

منہ

سکھی ہوری کھیلن کو نکلیں گلے میں ڈالے ہار
بیسن کی ساری اور ہیں گوٹا کنارے
نیاز پیارا ہے ہوری کی ہیں ایسی لاگ اور
ہاتھ گلال اور ہاتھ پچکاری ہاتھ میں لیکر دوڑے جائیں

دیوان اردو نیاز

ایضاً

منہ

ضم بکم عمی ہو کی حق سے دھیان لگاؤ جی
پاک منزہ پوری ہو سبحانی گن گاؤ جی

ببر نگی کی سرت جما کی اپنا آپ گماؤ جی
نیاز کیا جب اللہ کو کون ہاؤ فراؤ جی

منہ

من دھن مری ہو من کی سدھ بدھ سب بسرانی
ہر مورت مین نیاز ہو جانون ایسی مورانی

سکھی سہیلی سنگ کی کھیلی تھین پہچانی
پیت کی ریت کیا یہی ہوتی ہے سانچ کہو کیا نی

منہ

جوگنیا کا بھیس بنا کی پیا کو ڈھونڈن جاؤن
درس بھکاری جگ مین ہو کر درشن بھیچا پاؤن

نگری نگری دوار دوار پی پی ہند سناؤن
تن مین جوگ بن اوپر وارون تب مین نیاز کہاؤن

منہ

ہوری ہوئی رہی احمد جو کے دوار
ایسوا نو کھو چتر کھلاری رنگ بنو سنسار

نبی علی کو رنگ بنو ہے حسن حسین کھلار
نیاز پیارا ہر سو رنگ کے یک ہی رنگ پچکا

منہ

سن ہوری سجنی رت پھاگن کی ہے بہار
ہوری کھیلی دھوم مچاوے ناچی رویدے تار

پھاگ

پھاگن سہاگ کی من لاگو ایسی چھوٹ نہ کبھی
من مرا پھاگ کھیلت ہے تن مین جل تھل چہو ہوری
پھاگن سہاگ کی ایسی پریلن کبھی نہ کبھو ہوری

نیاز

تمام شد ہم دو دیوان
فارسی و اردو ی

آغاز مسودہ و بیاض

تمام شد غزلیات

دیوان اردو ی نیاز

پھر رہی ہین ہر گلی کو چہ مین از خود رفتگان
عشق کی واں سلطنت ہی بیخودی کا دور ہے

کوئی سبحانی کہے کوئی انا الحق بلبلے
بل بے تیرا بلبلانا یہ مقام غور ہے

کوئی شغل نیستی مین نیست و نابود ہے
کوئی نظارہ مین حق لاک تماشا طور ہے

ہی حضور حقعالی اونکی گاہی بود و باش
دیکھنی مین خلق کی گو دہلی و لاہور ہے

خندہ و گریہ ہم ہمدم ہین اون پارو نکی بیچ
جو کوئی روتا ہی پھر ہنستا وہین فی الفور ہے

جبکہ دکھہ سکھہ ہو اونھین اور بیقراری ہی قرار
پھر تو مہر و لطف سی خوشتر جفا و جور ہے

کیا ہی تیزی اور تندی کھتی ہی اونکی نگاہ
جا پڑی جسپر نظر رہتا وہین وہ ٹھور ہے

وہ جو اک عرصہ مین ہوتا ہی میسر اور جاے
یاوری سی عشق کی حاصل یہان فی الفور ہے

وہ تو الماس نگین ہین یاکہ ہین در ثمین
کانچ کی تو پوت ہی یا ریزہ بلور ہے

یہ تو سب سچ ہی مگر اون مین سے گنا آپ کو
ہرزہ گوئی ہی نیاز اور لاف ناخوش طور ہے

بہار چند روزہ ہے دل اپنا شاد کیون نہ کیجے
ہوا ے حسن پہ دل کو عبث برباد کیون کیجے

لب شیرین کی باتون پہ جو کیجے تلخ کام اپنا
کٹی اوقات راحت کی تہین پھر یاد کیون کیجے

لگا کر دیدہ و دانستہ اپنے پاؤن پہ پتھر
بکوہ عشق اپنا قتل جیسون فرہاد کیون کیجے

ندیجے خال و خط کی دام و دانہ پہ پریسان دل کو
اگر دیجے تو پیچھے نالہ و فریاد کیون کیجے

۵۷

کہان مین کدھر بیخودی کا مقام | وہان سے یہان تو ہی لایا مجھے

نیاز اب یہی ہی دعا ر طلب ؛
رکھہ اپنا ہی بندہ خدایا مجھے

یہ جو ہی کون و مکان یار و یہ ہی سب لا شے | جسکو کہتے ہو جہان یار و یہ ہی سب لا شے
گرچہ نی نام و نشان کا ہی یہ سب نام و نشان | پر یہ نام اور نشان یار و یہ ہی سب لا شے
نہ تصور مین حق آوے نہ بیان کر سکے عقل | چہ تصور چہ بیان یار و یہ ہی سب لا شے
سو چھپا ہی وہی جو کچھہ کہ تصور بند ہجاوے | حق جسے کہتے وہان یار و یہ ہی سب لا شے
ماء و خاک کہین صاحب لولاک جہان | بس وہان وہم و گمان یار و یہ ہی سب لا شے

نہ تو کچھہ بولو نہ دیکھو نہ سنو مثل نیاز
دیدہ و گوش و زبان یار و یہ سب ہی لا شے

روٹھا ہوا پیارا اگر اپنے ہی سے مل جاوے | بگڑا ہوا کھیل اپنا ایک آن مین بن جاوے
یہ روز و درون مجکو کچھہ بھوکی ہی ڈالے ہی | آجاتی گلے لگجا تو جی کی جلن جاوے
رونا مجھے آتا ہی اس طفل سرشک اوپر | یون آنکھو نمین پل پل کی جا خاک مین سن جاوے
مین جان بلب آیا ہون اس ہجر کے ہاتھو نسے | یا آملے وہ دلبر یا جی کی جلن جاوے
عاشق ہو نیاز اوسپر گل پھاڑ گریبان کو | گر سیر کو گلشن کے وہ غنچہ دہن جاوے

دیوان اردو نیاز

خوف ہی عقل ہی شور ہی اور دھوم دھام ہی
خلقت و کان و مین ہی وہی ذکر ہی ہوے
ہر ہر زبان پر یہی بات اور کلام ہی
جس دل مین دیکھیے تو ہماری ہی چاہ ہی
جو آنکھ ہی سو تک رہی ہمکو مدام ہی
ہر سر کے بیچ اپنا ہی سودا ہی بھرا
اپنی تڑپ مین ہی سو شور گ ہر کدام ہی

دیکھا ہی جسے حسن ہمارا بچشم دل
قربان اس جہان سے کب اوسکو کام ہی
عالم ہی بندگی مین ہماری تمام خلق
از عرش تا بفرش سب اپنا غلام ہی
ہر ذرہ مین ہی ہر کوئی راز و نیاز مین
ہم ہی ہر کوئی سے ہم کلام ہی
ہر مین چشت کی آب و ہوا کچھ اور ہی
دین و دنیا سے نرالا اور ہی کچھ طور ہی

جو ہین آشنا سر اسرار سے
بہاست اسی بن خبردار ہے

وہ ہین یار ہر یار و اغیار سے
انھیر اا وجالا نہان اور عیان

یہ جلوے ہین سب جلوہ یار سے
بہار و خزان ہمیشہ ہی یکسان ہے

کبھی یا گل پھن کبھی خار سے
ادھر کی نہین جانتی راہ وہ

ہمان ہا ہمو باشندہ ی ہین یار سے

دیوان اردو

نہ وصال ہی نہ ہجران نہ سرور ہی نہ غم ہی
جسے کہیے خواب غفلت سو وہ نیند مجھ کو آئی

من و تو اوٹھے جہان ہو ہو سبین وہان کہان ہو ہو
جو دوئی کی تھی لوازم سو رہائی اونسے پائی

یہان مین رہا ہون جب تو سخن نیاز بولون
سوز کی زبان سی وہی جو کو کمیہکا ماہی ہے

ستارے نہین یہ شب تار کے
شرارے ہین آہ شرر بار کے

مبارک رہے تجکو واعظ بہشت
میان ہم تو طالب ہین دیدار کے

جو دیکھی تجھی بلبل اے رشک گل
نہ پھٹکے کبھی گرد و گلزار کے

صفائی تری سلک دندان کی دیکھ
ہوئے غرق دریا گہر بار کے

عجب کیا جو تشریف لاؤ ادھر
عیادت کو آتے ہین بیمار کے

کہان فصل گل ہی کہان وہ بہار
چلو ملکے رو وین گلے خار کے

غزل اور ایسی ہی کہیو نیاز
کہ مشتاق ہین تیرے اشعار کے

چھٹا ہاتھ سی چشم خونخوار کے
لیا زلف نے دام مین مار کے

یہ جنبش جو ابرو مین ہی یار کے
سو چھتی ہین وہ ہاتھ تلوار کے

یہ دندان ہین یا کہ ہندو ترک
کہ ہمدوش ہین زلف و رخسار کے

۵۵

ابھی وسکی ناگنی زلف کی مجھی سے ہای ملکر گئی
مری مرگ آنکھون مین سہر لگا دیکھو اب کیسی ری رہی

چلی باد گرم فراق سے جلا سب وجود نیاز کا
مگر ایک عشق کی کشت غم جسکی کھیتی ہین ہری رہی

آئی ہی اوسکی سامنے یون آپ سے ہم چل بسے
سو رہا چہرہ دیکھتی جیسی کہ شبنم چل بسے
عہد رفاقت بندہ گیا تھا لیکا اب بیٹھتا ہین
پیچھے رہا جاتا ہی غم اور ہمتو اوس دم چل بسی
عقل و خرد ایمان و دین صبر و شکیب آرام دل
جو کچھ کہ تھے وہ زندگی کر کین اوٹھ رکھم چل بسے
اے ہمنشینون تم کہو کیا لطف ہی اس زیست کا
جب ہم اکیلے رہگئے اور اپنے محرم چل بسی

چلیے نیاز اب اوس جگہ کا بھی تماشا لیجیے
اپنے ہزارون ہین جہان پر یار و ہمدم چل بسے

جب چھوڑ کر تنہا مجھے وہ یار ہمدم چل بسے
عقل و قرار و ہوش دل سب ملکے باہم چل بسے
اپنا مدار زندگی اب رہ گیا ہی غم ترا
پھر تو وہ پوری موت ہی بازآ اگر غم چل بسے
ملک مخلصی بلبل کو دی صیاد جاتی ہی بہار
پھر چھوٹنا کیا لطف ہی جب گل کا موسم چل بسے
دنیا سرا ایسی نہین آکر جہان رہ جایئے
بس شب کی شب آئی ہی اور پھر گھر و حرم چل بسے
اب تو چلو ملک بقا کی سیر دیکھو اے نیاز
دیکھو تو کیا کیا ہی وہان عالم بہ عالم چل بسے
دھیان اپنے کو نہ خاک کے افلاک سے باندھی
عرفان اگر چاہی دل پاک سے باندھی

دل ہو مسخر سے وہان چھاونی ہی چھاونی
نہ مقام گفتگو ہی نہ محل جدل
نہ زبان حرف ہی نہ بیان سخن
نہ یقین ہی نہ گمان ہی نہ ظن نہ تردد کو ہی راہ
وصال

صبا اگر شگفتگی کسی ہمارون کی
اس ایک شخص کو وہ لب کھلا جاے

اوٹھا ہی جاتی ہی جانی پہ دردسی
پر اوٹھا جاے

میں اوٹھا تو جاؤن اگر وہ بھی
پر اوٹھا جاے

وہ جیتی جی ہی سان اپنی نہین
پر اوٹھا جاے

کسینے آنکھون سے دیکھا ہی جاب
کی

کہ آپ آپ پلک مارتے مٹا جاے

نیاز منزل مقصود کو وہی پہونچے
جو کوئی شاہ نجف اپنا رہنما جاے

جب بہ مرد دل حزین عشق آن کار
گوشہ ہوی عقل و رہ کو اوسان کنار

بازی وہی پی بیگا اس کھیل مین ای دل
چوپہلا کٹا صرہ سر جان کو مار

گر حسن مین ہمسر ہین تھا رتبہ فوقیت

دیوان اردو نیاز

دو رات کیون ہو عین مین ہمان تھا ری
جو سلسلہ زلف کی ہین وسعت گرفت

چھوڑو مجھی بیخود مرا آرام یہی ہے
بیکار و معطل ہی رہون کا رجہان سے
لے سر سے قدم تک ہون جلا شمع کی مانند
کافر ہون جو مین اپنی تئین جانون یہ مین ہون
سوجھے نہین نزاکت تری دھیان مین پیارے
کہتے ہین نیاز آپکو اس شکل مری مین

غم جدائی کو ہم جانے یا خدا جانے
مرض عشق کا درمان عبث کری ہی تو

بلا کشون پہ جو گذری تری بلا جانے
دوا ہماری اسطو بھلا تو کیا جانے

ای اہل نظر نرگس بیمار سے کہدو
تیر نگہ دیدۂ خونخوار سے کہدو
جا عشق مرا سبحہ و زنار سے کہدو
او بلے ہے پڑی رومی و عطار سے کہدو
بولون ہون انا اللہ سر دار سے کہدو
مشکل جو نیاز آئی تمھین فقر مین دیر پیش
جا شاہ نجف حیدر کرار سے کہدو

کہتا ہی نیاز اور غزل ایسی سنو ایک
کانو نکو ادھر رکھکے ذرا حسن شعارو

ہم جرم محبت کی گنہگار ہین یارو
پکڑے ہین کیے اپنے کو لو گردنی مارو

مشکل ہی جو چپ رہتی ہین جی ہوتی ہی بیکل
وہ یار بُرا مانے ہی گر رو رو پکارو

گر راحت آرام گیا جانے دو ایدل
ثابت رہو ٹک عشق مین ہمت کو نہ ہارو

جز رخت بھلائی کی فلک سی نہین بہتر
دون ہمتون آگی نہ میان ہاتھ پسارو

نظرون مین تو ہی ساقی سرمست قدح نوش
کیون آنے ہو جھک جھک کی انکھون نہین خمارو

سیر چمن حسن مین کیا حسن و مزا تھا
کیدھر سی نکل آئے تم ای ہجر کے خارو

جبتک نہین وہ شوخ تمھین دیکھی ہی تب تک
خورشید کی نکلے پہ کہان ہوگے ستارو

پھولا نہ سماتی تھی کہین انگ مین اپنے
آتی ہی خزان رہیو خبردار بہارو

ای شاہ نجف ہو نمین نیاز آپ کے گھر کا
بگڑے مرے سب کام تمھین آن سنوارو

عشق مین تیری کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

پوچھو نہ مجھہ خراب ہی یارو صلاح کار تم
اپنی تو اب رہی نہین ہوش بجا جو ہو سو ہو

مجھسے مریض کو طبیب ہاتھہ تو اپنا مت لگا
اسکو خدا پہ چھوڑ دو بہر خدا جو ہو سو ہو

ایک

حافظ و ملا سبان پر کب دلیل راہ ہو
حضرت عشق آپ ہیں میں تو فقط خاک راہ ہو
پھر تو علم فقر کی تحصیل خاطر خواہ ہو
ای دل زار اپنی تو پوچھ کہ تو کیا ہی چاہتا
حضرت عشق آپ ہیں اور آپ دام اللہ ہو
اک تو جہ اپنی وافی و کافی ہی ہمین
کیسا ہی قصہ ہو طولانی تو وہ کوتاہ ہو
وہ یار ہی میرا اری او دیکھنے ہار ہو

دیوان اردو

اس نقش کی ناصور ہی نقاش ہی ہار ہو
اس بلبلو سب بلکی جلو ہی نقش و نگار ہو
درمان درد و داب جلو ہا ہر کو سو ہا ر ہو
اس عقل و خرد ہی ہیں ہی آج یہ دل ہین ناچ
ہا ہر ہی ہیں ہی ہیں ہی ہیں

۱۵۱

تعلیم اور تعلم سب ہی نیاز اپنا
یہ شاگرد ہین تو ہم ہین اوستاد ہین تو ہم ہین

یہ تیری جلوہ گریان انکھو مین چھا رہی ہین
پیاری ادائین تیری دل مین سما رہی ہین

اودھر تو ر لقین کھینچین دل انپی طرف کو
ایدھر اشارتون سے انکھین بلا رہی ہین

غمزے کی لشکرون کو اپنا ہی طنطنہ ہے
سج دھج جو دیکھو اپنی نوبت بجا رہی ہین

سوی چمن ہوا ہی شاید گذر تمھارا
جو آج عندلیبین دھومین مچا رہی ہین

کھل جائین تیری نرگس انکھین جو دیکھو اوسکو
جبتک نہین ہے دیکھا باتین بنا رہی ہین

محراب سجدہ کہیے یا تیغ اون بھوؤنکو
لاکھون ہین سر جو آگے اپنی جھکا رہی ہین

اعجاز کر رہی ہین ناز و ادائین تیری
وہ قتل کر رہی ہین اور وہ جلا رہی ہین

بھاتا نہین ہے کوئی تجہ بن نیاز کو اب
تیری پیاری باتین اوسکو تو بھا رہی ہین

کیونکر نیاز مانے اورون کی خوش کلامی
اوسکو پیاری باتین پیاری کی بھا رہی ہین

روان انکھون سے ہی سیلاب گلگون
الٰہی چشم ہی یا چشمۂ خون

جو شیرین تجکو دیکھے کوہ کن ہو
اگر لیلی ہو یہان ہو جاے مجنون

یہ دل وہ تیر خاکی ہے کہ یارو
بلا گردان ہے جسپر مہر گردون

دیوان اردو نیاز

بہر رنگ جلوہ کنان دیکھتا ہون
جسے ذات پر رنگ پیچون کہین ہین
نیاز اب ہوا ناتوانی سے یہ حال
کہ اک ہستی روان دیکھتا ہون
وے عشق تیرا جوان دیکھتا ہون
کہان غیر ہے اور کسے غیر بولون
ملک خدا مین یار و یار آباد مین ہم ہین
سوی اللہ کو ہیچ ہی گمان دیکھتا ہون
تعمیر دو جہان کی بنیاد مین ہم ہین
دیکھا پھر کھ پھر کھ کر آخر نظر پڑا یہ
یون اوسکو دیکھا گمان دیکھتا ہون
گر نقد ہین تو ہم ہین نقاد مین تو ہم ہین
اپنا ہی دیکھتی ہو ہم شند و بست یارو
اگر کی ہی جان جہان دیکھتا ہون

دیوان دوم

گر نہ بہتے لخت دل آنکھون کی راہ
رنگ اشک ایسا نہوتا رشک خون
حسن جانان جلوہ گر ہر شے مین ہے
دیدہ مین اپنے نہین کوئی زبون
کون پا سکتا ہی مجھ گم گشتہ کو
دین ڈھونڈھے آکی یا دنیا دون

جس نے پہچانا ہے اپنے آپ کو
ہے نیاز اپنے قدم پر سرنگون

اگرچہ مین سیر تابان دیکھتا ہون
ولے جلوہ حق عیان دیکھتا ہون
بنے جسطرح حق پرستی ہون کرتا
مگر خود پرستی زیان دیکھتا ہون
جو رب الحرم ہی صنم بھی وہی ہے
حرم دیر مین ایکسان دیکھتا ہون
اسے برہمن اور اوسی شیخ مانے
یہ آپس کا جھگڑا عیان دیکھتا ہون
ازل سے ابد تک جو کثرت ہی پیدا
سو وحدت کا دریا عیان دیکھتا ہون

نیاز اب کہون کس سے راز حقیقت
یہ عالم سراپا گمان دیکھتا ہون

بھلا اک غزل اور بھی ایسی کہیو
تجھے مین فصیح البیان دیکھتا ہون
جدھر دیکھتا ہون جہان دیکھتا ہون
خدا ہی کا جلوہ عیان دیکھتا ہون
نہ تن دیکھتا ہون نہ جان دیکھتا ہون
تجھی کو نہان اور عیان دیکھتا ہون

بیٹھا جو ہی تو عشق کے دریا مین ای نیاز
دیکھا نہین ہی اوسکی بلا کا مگر نہنگ

دکھلا رہا ہی شاہد نیرنگ اپنی دھنگ — دیکھو اوسکی جلوہ گریونکی ہین عقل و ہوش دنگ
آتا ہی کس ادا سی وہ کافر بت فرنگ — تیر نگاہ لیس ہی کیون نہ ہو جگر خدنگ
سودے مین زلف کی ہمین جینا ہوا وبال — بیاسا ہو سر کی جھوٹ سے لٹکا ہی پیچ و تنگ
بلبل کو شکل گل ہو چمن مین رولا دیا — ہو شمع انجمن مین جلایا کہین پتنگ
تیر نگاہ یار مین کیا زور توڑ ہے — ناوک ادھر خجل ہی ادھر دنگ ہی خدنگ
وہ پارسا ہین دور مین تیرے خراب مست — مستی کی نام سے جنھین آتا تھا عار و ننگ
فرش زمین ہی خاک نشینونکا بسترا — بی خانمان عشق کا تکیہ ہی خشت و سنگ

ردیف نون

خون جگر روان ہی یہ مجرای چشم سے
اٹھتے نیاز ہو جسے ابتک ہی سر خرنگ

دشت پیمائی سے ہی اپنی بیابان نازان — اپنی پاپوش سی ہی خار مغیلان نازان
چاک ہاتھونسی ہی جیب اشکونسی ہی دامن — جیب نازان ہی یہان اور رومان دامان نازان
فخر زنجیر جنون ہی یہ تیری پابندی — اور مری قید سی ہی خانۂ زندان نازان
پھنس گئی دام مین اوسکی جو دل و جان جہان — کیون نہ دلجمعی سے ہو زلف پریشان نازان

آہ و نالے نے تجھے رسوا کیا
درد پنہان خام را زدرون

صورت تیر ہے سر پا پیکان
عشق سے سر پا ہی اوسکو اور جنون

ہر کہ بیناہی او سکو اور جنون
ہر کہ بیناہی او س

آتی ہی جبکہ شہ نوبہی کو ہو کی تانان اشک
ہوتا ہی روز نیسی پیارے ہو کی ہر تنگ
ہوتا ہی ابر ہی کی عیان اشک
ہوتی ہی جبکہ شہ نوبہی کو ہو کی تانان اشک
ہوتا ہی روز نیسی پیارے ہو کی ہر تنگ

دکھلاتے ہی بجلی طوری ہم ایک سنگ
آنکھون مین پانی جلوہ برنگ چھا گیا
گریہ لعل ہی کہ ہین تنگ شکر رنگ رنگ
سینے مین میرے آہ دھوان سا اوٹھی ہی کچھ
لگتا ہی دل مین چکنا گرم کا خدنگ
سب کر چلی ہی اپنی حریم تعلقات
مہربان کی باقی ہی کچھ کچھ امنگ
دریا دل سے اوٹھی ہی موج الوداع

دیوان اردو نیاز

ہین جواہر خانہ یا آنکھین نیاز
جس سے نکلی ہین در غلطان اشک

پردے کو ٹک اک سرکا سی اگر یار اوٹھا دے	ہو جائین ز خود مردم ہشیار فراموش
یہ چہرۂ زیبا جو برہمن کبھی دیکھے	ہو جاے اوسی بت کی پرستار فراموش
گر کبک دری چال تری بانکی یہ دیکھے	رہجاے اوچک اور کری رفتار فراموش

ردیف کاف تازی

جب دل مین کھچا نیاز کی تجھ حسن کا نقشہ
ہو کیون نہ اوسی صورت اغیار فراموش

وکاف فارسی

غم کو ٹک کرتا ہی کم حریان اشک	طرفہ رکھتا ہی اثر دربان اشک
سوز دل سے پھک گیا سب رخت تن	اب ہی دست آستین دامان اشک
آہ اشبار کے شعلون کو دیکھہ	آہ پل پل سوکھتی ہی جان اشک
گرتے گرتے تخت گاہ چشم سے	ملگئے مٹی مین یہ خاقان اشک
تھین یہ آنکھین معدن نور بصر	آج کل کچھہ ہو گئی ہین کان اشک

کیا بلا ہی اندنون طوفان اشک	رات دن ہی بارش باران اشک
یا الٰہی زور ق گردون سنبھال	بے طرح اُمڈا ہی یہ طوفان اشک
پھک چکی تھی ہمتوای یار وا بھی	گر نہوتا اس گھڑی احسان اشک

سینے مین قلزم کو دا قطرہ کا قطرہ رہا
بل بی سمائی تری اور سمندر کے چور

جب وہ ہوا جلوہ گر تخت خلافت اوپر
عالم ملکوت کو اور گئے ہاتھون کے مور

ردیف رای ہندے

دل مین ہم اپنے نیاز رکھتے ہین سو طرح راز
سو جھی ہی یہ بھید او سی جسکی نہو چشم کور

سمند ناز کی جب اوسنی باگ دی ٹک چھوڑ
وہین ٹھٹک رہی برہان سلمی منہ موڑ

جو خط جو ہر ہے ممکن نہین حکیم کنے
تو اوسکی دیکھہ مگر کیا کریگا توڑ اور جوڑ

کب اوسکی تیر نگہ کا کسی سے ہوا انداز
جہان ہو نچہ سو خار بھال کا سر توڑ

کہان تھے رات کدھر تھی نظر نہ آئے رات
نقاب زلف دیا شب جو اوسنی منہ پر چھوڑ

نہین کو تیری نہین ہی نہ ہی کو تیری نہین
زمانہ ٹوٹ پڑے پر نہ پلٹی سیری ہوڑ

بھٹک رہا ہی تری کو دپھاند مین طفرہ
دل ایسی کون سی کل ہی جسی تو لیگا مڑوڑ

نیاز شعر خیالی نہین پسند عوام
غزل کہو تو کہو ٹک خیال بندی چھوڑ

ہمارے شیشہ دل کو جو توڑتا ہی توڑ
پر اسکو پھیکیو ٹک اپنی رہ گذر کو چھوڑ

تو اپنے جور و جفا سی نہ در گذر پیارے
مین اپنی مہر و وفا سی نہ لون کبھی منہ موڑ

محبت اپنی نہ ٹوٹے گی آپ کے توڑے
ہزار گو نہ اگر توڑیگا تو لونگا جوڑ

یہ عشق ایسا چھلاوا ہی جسکی چھل مین دیو
دیوانہ ہو کہی ہی کس بلا کی منجھ پر کھوڑ

ردیف رائے ہندی و سین

دی ہی ایک پہ دس سو ہزار لاکھ کروڑ
سوا سستی حق کی چھ نظر آوے کسی دن اور

صنم کو پوجی ہر ہمن خدا کو مارے شیخ
یقین جانو کہ دونون ایک ہین کہون کسی سون چھوڑ

ازل سی لیکے ابد تک وہی ہی ہو سو ہے
ہر رنگ پھر روان جس مین سے توڑ جوڑ

نیاز شعر و سخن کے یہ توڑ جوڑ نہ چھوڑ
بس اپنے ذکر کی اور فکر کی طرف منہ موڑ

ردیف شین

حسن یار کی ہو یاد مین ہر بار فراموش
ہوتا ہی کوئی دل سی وہ دلدار فراموش

جو مست مین کچھ درس کے ای ساقی سرشار
ہون کیون نہ ہو تجید پہ اہل بشار فراموش

کر بادہ توحید پہ سین اہل ریا نوش
ہفتاد و دو ملت کی ہو تکمرار فراموش

پردہ

ردیف ثا

جوش زن ہی عشق کی موج اب خم دل مین نیاز
گاہ بل باہر گرہ گہ خم سی نکلے پھوٹ پھوٹ

اس تعین کی گرفتاری سی لیدل چھوٹ چھوٹ
بلبلہ آسا بدریا ہے حقیقت ٹوٹ ٹوٹ

ہین یہ ادیان و ملل سب شاخہای یکدرخت
ایک جڑ سی ہین یہ نکلی ڈالیان سب پھوٹ پھوٹ

جب تلک نخم دوی پندار میرے سر مین ہے
سر نزش کی سو گری ہے سر کو اپنے کوٹ کوٹ

لٹ رہا ہی گنج عرفان بر در شاہ عرب
دیکھتا ہی لا چل دونون ہاتھون لوٹ لوٹ

وہ جو تھی زندان ناسوتی کے مدت سی اسیر
اوج لاہوتی کو پہونچی اک نگہ مین چھوٹ چھوٹ

خدمت مرشد مین رہون برگ گل ہمراہ قند
فیض صحبت سب اوٹھی جب تک ملا نہ ٹوٹ ٹوٹ

عالم بالا کو پہونچوگے کوئی دم مین نیاز
گر رکھا ایسا ہی دود آہ دل مین گھوٹ گھوٹ

آغنیمت خانۂ دنیا مین کیا کی لوٹ لوٹ
تجھے کئی دم جو رفیق اپنی گہی سب چھوٹ چھوٹ

قاضی و ملا و مفتی محتسب زاہد فقیہ
سب گئے دور مے مین تیری میکدی کو پھوٹ پھوٹ

چشم بد سی دور رکھیو کیا ہی آب و تاب ہی
ہونگی یہ آنکھین بنائی موتیون سے گوٹ گوٹ

دیکھہ میرا خون اشک اوسنے کہا سب مجھکو دیکھہ
تیری آنکھو مین گئی میری حنا سب چھوٹ چھوٹ

کیا ہی نازک ہی میان تیرا گلو نام خدا
ہی جھلکتا پان کا رنگ اس سے باہر پھوٹ پھوٹ

تیری بیکنی پر ہنسی آتی ہی محکو ناصحا
ابتلک تھم تھم رہا ہون منہ کو اپنے کوٹ کوٹ

ردیف لام

کیا کچھ ہوئی مقام کی تغیر الغیاث
لاہوت سی اوتر کے ہون ناسوت مین پڑا

آرام کے مکان سی ہون بیخبر الغیاث
لا یا تھا پاس ہون پیا پر الغیاث

حرص و ہوا کفش بزر بیخبر پاے دل
پیا تا نہین بجات کی تدبیر الغیاث

علج ہون اور بیکس و ناچار و ناتوان
مضمون حال کی ہی یہ تقریر الغیاث

ہم آپ کے کہاے تھے پیا پر دستگیر
سن لو مری پکار کی پایی ہی دیر الغیاث

مشکلکشا و خلق ہو تم شاہ اولیا
ہی اسلیے تمھاری قضا گیر الغیاث

دیوان اردو نیاز

کرتے ہین مشکلات جہان ایک پل مین حل
سب کچھ ہو تیری ذات سی ہی قادر الغیاث

کرتے ہین حق مین تیرے اتنی ہی التجا
سنتے ہو تم ہمیشہ ہی ناصر الغیاث

سب کچھ ہو اور ولی نہین تیرا دین
کرتے ہو تم ہی اپنی ہی یاور الغیاث

دنیا و دین مین ہی تیرا ہی آسرا
تیرے سوا کون ہی تیرے سوا کون ہی

کرتے ہین مین ہی تیرا ہی آسرا
تیرے سوا کون ہی تیرے سوا کون ہی

ردیف نون

خاک کی تنہا کی اور پھر کیا ہی یہ بدن
جن ملک کی تھا وہی کیا ہی یہ بدن

عاشق سوا لاہوت کا صورت انسان نہین
عاشق کے میدان مین صورت انسان نہین

۴۵

جب جبین پہ سمائی جو کچھ کہ ہی سو تو ہی
پھر دل سے دور کب ہو قرب و حضور تیرا

بھاتا نہین ہی واعظ خرد یدہ حق مجھی کچھ
تجکو رہے مبارک حور و قصور تیرا

وحدت کی ہین یہ جلوے نقش و نگار کثرت
گر سر معرفت کو پاوے شعور تیرا

گر حرف بے نیازی سرزد نیاز سے ہو
پتلے مین خاک کے ہی پیارے غرور تیرا

ایدل کہین بجائیو زنہار دیکھنا
اپنے ہی بیچ یار کا دیدار دیکھنا

خوبان اس جہان کا تماشا جو تو کرے
آئینہ دار طلعت دلدار دیکھنا

نیرنگیون سے یار کے حیران نہو جیو
ہر رنگ مین اوسیکو نمودار دیکھنا

ایدل قمار عشق مین ٹک کھیلیو سنبھل
بازی ندیجو مری کہین ہار دیکھنا

گر نقد جان طلب کری وہ شوخ دلربا
انکار وان سے کیجیو زنہار دیکھنا

ردیف تای فارسی — ہرگز دوانہ کیجو اس غم کی ای نیاز
سب راحتون سے اسکو نمودار دیکھنا — و تای ہندی

خواجہ معین الدین کے گھر کو آج دھاتی ہی بسنت
کیا بن بنا اور سج سجا مجری کی آتی ہی بسنت

پھولونکی گڈوی ہاتھ لے گاتا بجاتا ساتھ لی
جوبن کی مہ مین مست ہو ہو راگ گاتی ہی بسنت

چھتیان اونگ سے بھری رہین نینان سے نینان لڑین
کس طرح معشوقہ سے اب جلوہ دکھاتی ہی بسنت

ردیف تای اردو و ہندے

سانس کو اٹک چھاتی مین کھائی ہی گھوٹ گھوٹ
چین چکی ہی کا بچانا ہستی ہو ہو کا کام
چین پینا زار تل تل کا ہی تو دی ہی گھوٹ گھوٹ
رات تیری یاد مین نا مین نا مین پیا گھوٹ گھوٹ
تو نا پانی اور آنسو ونکا آنکھین اپنی پیا گھوٹ گھوٹ
عقل و دین کی بستیان تاراج توان کی نگاہ مین
آغیون کے دل مین کھٹکین و ران ساری لوٹ لوٹ

پنج مین نفون سے اگر کب نکل سکتا ہی دل
گر چھپا کا ہی وہ پنجے سے اجل کے چھوٹ چھوٹ

ہاتھ کو دنیا و دین سے کھینچ سارے لے دل
من ستا تا حق زمین کو پاون اپنی کوٹ کوٹ

نشہ پیوار سی شکست دلکش
گیا نا ہی چاہی تو نا کروٹ
کیا کرون راز دون کو اپنے چھپا سکا نہین
ضبط کرکے کچھ چھپایا اب تلک تو پھوٹ پھوٹ

۹۰ ش

جو ایک چھلکی مین خیر سے کل ہو اور ایک قطرے سے ہو وہ دریا
تمام عالم مین تو ہی ہمدم کوئی بھی مثل حباب دیکھا

وہ مست مینخوار ادھر کو آیا مگر یہ لایچ ہی اوسکو لایا
اگر ہے خون شراب گلگون دل و جگر کو کباب دیکھا

چمن مین نرگس کہین ہے بیمار اوسکی آنکھون نے دھوکا کھاکر
کہین ہے زلفون کے غم مین سنبل نے ہاے کیا پیچ تاب دیکھا

تمھارے عارض کو نیچے زلفون کے دیکھکر کیا مثال کہیے
ہراک گفتن مگر یہ کہیے کہ مہر زیر سحاب دیکھا

نہین ہے دھوکا کچھ اس مین اے دل یہ ہے دھوکا طلسم عالم
جو کچھ سنا تھا سو فسانہ جو کچھ کہ دیکھا سو خواب دیکھا

نیاز ایسا ولی برحق کہ پیر و مرشد ہی اولیا کا
بتا تو امت مین اس نبی کی کوئی بن بوتراب دیکھا

جو ہمین آیا آنکھ مشتی کا مجھے دل نے مژدہ سنا دیا
خرد و ہوا و شکیب نے دو ہمین کو سو کو پنج بجا دیا

جسے دیکھنا ہی محال تھا نہ بھا تھا اوسکا نام و نشان کہین
سو ہر ایک ذرہ مین عشق نے ہمین اوسکا جلوہ دکھا دیا

کروں کیا بیان مین ہمنشین اثر اوسکی لطف نگاہ کا
کہ تعینات کی قید سے مجھے ایک دم مین چھوڑا دیا

مرے چھکنے کی لیے ایک جرعہ بھی اوس مے کا تھا بہت
تو نے سر چشمی سے ساقیا سر خم کو لیکے جھکا دیا

مجھے عشق دل ہی سے کام تھا نہ کہ استخوان کو پھونکنا
غضب ایک شعلہ کیوا سطے تو نے نیستان کو جلا دیا

تری ناصحا یہ جنہین کہین ہین خوب و پسند کے سب قرین
نہ دکھائی دیگی تجھی کبھی ہمین جو کسینے سجھا دیا

اپنا تو ملک دل ہی کبھی سے اوجڑ گیا — لیکن چراغ داغ سی کچھ ہی بسا ہوا
دل خانۂ خدا ہی صنم اسکو مت گرا — ممکن نہین جو پھر بنے یہ گھر گھسا ہوا
ہرگز نہ آئی مہر تجھے میرے حال پر — ہر چند آہ و نالہ صبح و مسا ہوا
ہوتا ہی کوئی خندۂ گل سی شگفتہ دل — اوس غنچہ لب کو دیکھا ہی جنسی ہنسا ہوا
اے مرغ دل اودھر گئے جب بال و پر ترے — کہہ کیا کریگا دام سے چھوٹ کر پھنسا ہوا
پھولا نہین سماتا ہی جامے مین اپنے پھول — یا اوسکی بو مین پیرہن اپنا بسا ہوا
بیٹھا نہین ہے ایسا کسی کے دل مین رنج و غم — بن جی لیے جو نکلے یہ کافر دھسا ہوا
مارا تمھاری زلف کا ہرگز نہ بچ سکے — سو بار بچ رہا جو یہ افعی ڈسا ہوا
ہون مین نیاز مند جناب اسیر کا — اسوا سطے مین صاحب فکر رسا ہوا

سن سنکے شور عشق کے حالات اے نیاز
ڈر ڈر کے دل بغل مین ہی جاتا دھسا ہوا

عشق مین اعجب مزا دیکھا — خویش و بیگانہ آشنا دیکھا
نکتۂ اینما سے واقف ہو — چہرۂ یار جا بجا دیکھا
بلکہ یہ بولنا تکلف ہے — ہنسنے اوسکو سنا ہی یا دیکھا
دیکھتا آپ ہی سنے ہی آپ — نہ کوئی اوسکا ماسوا دیکھا

دیوان اسیر دہلوی نیاز

کہین بندہ کہین خدا دیکھا
کہین بیگانہ وش نظر آیا
کہین صورت سے آشنا دیکھا
کہین ہی بادشاہ تخت نشین
کہین کاسہ لیے گدا دیکھا
کہین عابد بن کہین زاہد
کہین رند و بکا پیشوا دیکھا
کہین رقاص اور کہین مطرب
کہین وہ ساز یا جا دیکھا
کہین وہ در لباس معشوقان
کہین عاشق نیاز کی صورت
کہین بیگانہ دل جلا دیکھا

دیوان نیاز اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گر کون و مکان مظہر نیرنگ نہوتا
ہر آن مین اوسکا یہ نیا ڈھنگ نہوتا

ہوتا نہ اگر اوسکے تماشے مین تحیر
حیرت سے مین آئینہ نمط دنگ نہوتا

گر شان ہمیشہ کی ابوجہل پہ کھلتی
اسلام کے لانے مین اوسے ننگ نہوتا

اسرار حقیقت کے خبردار جو ہوتے
ہفتاد و دو ملت مین کبھی جنگ نہوتا

امکان سے باہر ہی ترے کنہہ کا پایہ
ورنہ دل آگاہ مرا تنگ نہوتا

گر پردۂ غفلت کو تو ہمسے نہ اوٹھاتا
اے عشق نیاز آگے ترے سنگ نہوتا

چادر سے موج کی نہ چھپے چہرۂ آب کا
برقع حباب کا نہو برقع حباب کا

اپنا ہی کچھ تصرف اوہام ہی کہ ہم
چہرہ پہ حق کے پاتے ہین پردہ نقاب کا

۴۱

بقید تن و بند جسم اسیر
منم پای در گل توئی دستگیر

توئی داور داد و فریادرس
توئی بیکس و روز راز در کس

توئی شاهد بزم کون و مکان
توئی نور بخش زمین و زمان

منم بندهٔ پر گنه شرمسار
توئی آفرینندهٔ آمرزگار

فان لم تکن بی شفیق رفیق
اکن نی محیط البلایا غریق

منم ماهی قلزم بیکران
که افتاده ام در سراب جهان

بخشکی همه عمر سر کرده ام
در امواج خاکی بسر برده ام

ببر سوی بحر خودم زین سراب
که از پای تا سر شوم غرق آب

در معرفت بر دل من بکشای
که ناید نظر جز تو از ما سوای

وهب من لدنک البصیر المنیر
فانک علی کل شئی قدیر

بگیر از من و ما من و مائیم
که این ست گبری و ترسائیم

خطے بر گناه وجودم بکش
خلاصم بفرما ازین کشمکش

شراب محبت بنوشان مرا
جدا ساز از اهل هوشان مرا

ندانم که من کیستم خلق کو
بجز تو ندارم بکس گفتگو

خبر ده الهی مرا زان مقام
که بی صوت میرود آنجا مقام

از زبان بیخبر کسی بشنود مرا
از زبان بیخبر کسی بشنود مرا

بفضل علی جملة المومنین
لیلایکو نواس الضالین
خصوصاً بحال من زار بین
که جز تو نخواهم بدنیا و دین
بیائی مرا داده از چنگ بلا
بلائی که بر پاست بر پا زما
بده قوت دل ازدین قوم
قوی سینه کن از یقین قوم
زنور هدایت چراغم فروز

علامات کوز اجهان دور کن
بما کامران را تو مقهور کن
که بر شرع قایم شود خاص و عام
بده تا کمان را تو توفیق چم
کرایشان نیابد فریاد و بیم

اگر داب آفات افتاده ایم	نباشی اگر ناخدا چون رهیم
خدایا تو هستی غفور و رحیم	نگهدار ما راز دیو رجیم
هلا کم زوسواس خاطر پریش	تسلی دل بخش از فضل خویش
بحول خود از معصیت دور دار	زعصیان بهر حال مغفور دار
زجمله ذمایم بری کن مرا	بخوبی و نیکی قوی کن مرا
تو خلاق مائی و ما بنده ایم	زعجز و زبونی سرافکنده ایم
تو غفار و ستار و آمرزگار	من از کرده خویشتن شرمسار
بتوفیق حسن عمل کن مدد	زمقبولی خویش منمای رد
تو دانی که محو رضای توام	بدل جان نثار ولای توام
ترا از تو میخواهم ای کردگار	بلطف خود این آرزویم برآر
زدنیا و عقبی ندارم هوس	حصول تو والله مرا هست بس
طفیل حبیب خدای بی نیاز	بوصل حقیقی رسان از مجاز
چه از کمترین امت آن شهم	کمینه غلامان آن درگهم
مظفر و منصور و نیش بدار	دو عالم بزیر نگینش بدار
جهان روشن از نور اسلام باد	براین آرزو دور ایام باد

بحق امام که او جعفر است — بصدق و صفا خلق را رہبر است
بحق امام که موسیٰ ست نام — از و یافته شرع و دین انتظام
بحق امام علی رضاؑ — لقب ضامن و ثامن آمد ورا
بحق امام محمد تقیؑ — که دین نبی شد از و منجلی
بحق امام نقی رہنما — شفیع خلائق بروز جزا
بحق امام علی عسکریؑ — که سوئی حقیقت کند رہبری
بحق امام که مہدی ست آن — جہان منتظر کے شود اولیا
بحق ہمہ و زیارت رسول — که ہستند شان جملہ اہل قبول
بحق محبان و اشیاع شان — بحق غلامان و اتباع شان
بحق بنائی که بیت الحرم — بود نام او کعبۃ اللہ ہم
بحق ملائک که بر انقیاد — کمر بستہ اند از سر اعتقاد
بحق صحائف که بر انبیاؑ — بتعلیم خلق آمدہ از سما
بحق ہمہ اولیا انبیاؑ — که بودند شان خاصگان خدا
بحق کسانیکه با مصطفیٰؐ — شہادت گرفتند اندر غزا
بحق کسانیکه با مرتضیٰؑ — رفاقت نمودند اندر وغا

بحق شہیدان ان دشت بلا
بحق شہنشاہ دین حسینؑ
بحق غلامان با اخلاص او
بحق کسانیکه در کربلا
بحق حرم خانہ کعبہ را
بحق عالمان دین متین
بحق ضعیفان پیر و زمین
بحق جوانان اہل صلاح

بحق ہمہ مومنان جہان
بحق ہمہ مومنات جہان

بدین وایمان شد مدد گار ما
گناہان ما را بیخش ای کریم
که دانست انت الکریم
بہر مشکلے دست گیر ما
بفضل خود آسان بکن ایں کار را
نگہدار کشتی نوح را
ز آفات طوفان عالم زما
بگرداب

تاریخ وفات

نیاز احمد امام اہل راز
کاشف رمز حقیقت ہم بجاز
آنکہ چون پروانہ در عرفم شود
داشت چون شمع روز روشن گداز
در شریعت بود ماہ پرتو دین
بر سر اوج طریقت شاہباز
ناگہان امر مناسک در رسید
گوش فرمود انتخاب کارساز
روح پاک او بعلیین برنشست
در مقام قرب حق بر فرش ناز
از جہاں و دین بدل خشنود
کو سوی خلد برین آمد فراز
سال وصلش باقی گفت از یقین
قطب ایرد خاص احمد شہ نیاز

چیزے از احوال مصنف قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شاہ نیاز احمد صاحب نیاز چشتے وقادری بن حاجی حرمین شریفین حضرت حکیم شاہ رحمہ اللہ صاحب سرہندی کہ مولد مبارک ایشان سرہند ست تحصیل علوم ظاہری و باطنی بہ زمانۂ حضرت مولانا محمد فخر الدین صاحب دہلوی چشتے نظامی قدس اللہ در دہلی کردند و بعمر ہفتدہ سال دستار فضیلت علم ظاہری زیب فرق مبارک شدہ در عمر نوزدہ سالہ بہ دست مبارک حضرت مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ بیعت کردند و بحکم مرشد خود رونق بخش بانس بریلی شدند باز بمقام رام پور بہ دست مبارک شاہ عبد اللہ صاحب بغدادی کہ از فرزندان حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بودند در خاندان قادریہ بیعت نمودند چنانچہ چشتی و قادری مشہور اند وصال ایشان بعمر ہفتاد و ہفت سالہ بشہر بانس بریلی بتاریخ ششم ماہ جمادی الثانی سنہ واقعشدہ شاعرے از ولایت ایران تاریخ وصال ایشان گفتہ فرستادہ بود در ذیل مینویسد مزار فیض آثار آنجناب بریلی ست ہر سال عرس میشود اکثر اشخاص کابلی و شیرازی و بدخشانی از ولایت خود ہا آمدہ مرید ایشان شدند و چند از وشان ولایت خود دست بیعت شدند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الہی بحق نبی کریم ... علیہ الصلوٰۃ والسلام ...

گه تار شده صورت زنار بر آمد ۱ | از کفر نشان شد
گه نرم دل و صاحب اخلاق حمیده | تمثال محمدؐ
گه بر صف آن ظالم خونخوار بر آمد | قتال زمان شد
گه ژاله و گه برف گهی ابر مطر است | گه شکل حبابی
در لحظه بدریا شده هموار بر آمد | آن بود که آن شد
در شکل نیاز آمده این شرع بیان کرد | با غور نگه کن
خود نیست نیاز آنکه به گفتار بر آمد | نادان بگمان شد

مضمین غزل از نتائج فکر واقف نکات خفی و جلی منشی اصغر علی صاحب

منکده ایم بود مے از جوش تقوی در خروش | از حدیث مطرب و مینا دمی بودم خموش
چون گذارم شد قضا را بر در میخانه دوش | مست گشتم از دو چشم ساقی پیمانه نوش
الفراق ای ننگ ناموس الوداع ای عقل و هوش

وی که بخت تیره ام برگشت از برگشتگی | شد مصیبت من قضا را وصل آن سروے
از هجوم مستے و دیوانگی و بیخودی | گفتمش ایجان من هم جان و هم من خود تو ئے
گفت فی الواقع ولی در ستر این اسرار کوش

گشتم از بهر یک دو جامے طالب عشرت دوش | بر در میخانه بنشستم بصد عجز و نیاز
دامن مقصود بر روے مے و ساغر فشاند | مست و بیخود گشتم و هم بیخبر از خویش باز

حال زار خود چگویم با شما ای همنشین | وے بدم من شیخ بن و بیخ بن و بیخوان بن بیخ نشین
سم گنون بت است و کافر تا بروش | کرد ام مفتون بار روسا فی چشم باز

من نه سودو دستان خود گرفتم قرض عین | نه زیان دشمنان خود گرفتم قرض عین
نه حدیث این و آن بر خود گرفتم قرض عین | خدمت پیر مغان بر خود گرفتم قرض عین
کمترین از بندگانش شمردم حلقه بگوش | آنکه حسن روے او از ماه باشد خوشترین

بینک بر بود دست ما را از طریق و هم و دین

این راز نگه دار بکنج دل شیدا
با حفظ نگاهی

مستزاد

سرّ خفی از مطلع انوار بر آمد
تا دیده عیان شد
بر خود نگران شد
از بهر ظهورش پی اظهار بر آمد

گفت انا الحق سر دار بر آمد
سر دار جهان شد
خود بود که آن بر سر انکار بر آمد
تعذیر دوان شد
خود بود که بر شاخ ثمردار بر آمد
در صورت انگور
خود خمر شده از خم خمار بر آمد

مستزاد فارسی

در گیسوت نو آمن آن دلبر زیبا
هر شام و پگاهے
گه مهر درخشنده بروے همه دنیا
گه صورت ماهے
گه فرش کهے عرش گهے بحر گهے بر
گه صورت قطره
گه شکل صدف آمن گه گوهر یکتا
گاهی پر کاهے
گه دلق ببر کرده ببازار بر آمد
در شکل گدایان
گه تاج بسر آمن بر تخت مطلا
در صورت شاهی
گه پیکر لیلے شده خود جلوه گهے کرد
بر سند خوبے
گه هیکل مجنون شده گردید به صحرا
با حال تباهے
گه خنده گنان رنگ گل آید بگلستان
در فصل بهاری
گه نعره زنان صورت بلبل شده شیدا
با ناله و آهے
از روشنے چهره زیبائے همون ست
این نور هدایت
دین ظلمت کفر ست بگفتار رهویدا
از زلف سیاهی
گفت ست چو خود لیس کمثله شئے
در حضرت قرآن
زان پس بچه سان دانم و بینم همه اشیا
جز ذات الهے
در خلق نیاز این سخن سر حقیقت
بے پرده مفرما

مستزاد

نور بیرنگ ہست وحدت ذات — دین تعین بود ہمہ ظلمات
دیدہای دلت کہ نابین ست — پیش تو نور سر بسر این است
ورنہ وحدت کجا و کثرت کو — بوی عنبر کجا کجا بدبو
توکہ ہرگز ندیدۂ آن نور — چہ بدانی حقیقتِ مستور
تا نیفتد شعاع نور خدا — بر دلت کے شود ترا پیدا
کاین ہمہ ظلمت ست و نور دگر — کے شود این و آن بہم ہمسر
ذات مطلق مثال گل باشد — مسبد فیض جزو کل باشد
دین دوئی و تعین ست چو خار — میکشد ہر یکے از و آزار
گل شوی گر نظر بگل آری — دامن جان کس نیازاری
ور بیفتی بخار و رمانے — خود برنجے جہان برنجانے
تو نہ آنے ہر انچہ فہمیدی — گل ندیدی تو خار را دیدی
توئی نو خاستہ گل از گلشن — خار دانستی و شدی گلخن
اندرون خار و گل تو فرق بکن — گرچہ ہستند از یکے گلشن

مستزاد

اے دوست ببین در ہمہ سو روے خدا را — با عین نگاہی

مستزاد

سیران متعین این ہمگی ما و شما را
مرات آگاہی
خود صورت بینائی ارزش آمدہ بیرون
از حجلۂ خلوت
گر وقف بسر بردۂ دو صورت دارا
باشست و دعا ہی
گر سوی کلیسا شدہ ناقوس بدستش
در پردہ و تسبیح آمدہ تسبیح عصا را
گر پیشدہ کلا ہی
گر تکیہ بسجادہ و در کنج تفرد
گر تکیہ بسجادہ و در کنج تفرد
پنہان از جہان شد
گر تکیہ بسجادہ و در کنج تفرد
در محفل شدہ آن انجمن آرا
گر تکیہ بسجادہ و در کنج تفرد
رعنائی خود و ما ہی
گر تکیہ بسجادہ و در کنج تفرد
از زہد فروشی عارض نازبایش سیما

مستزاد

در کاکل و خالش
آورد بیرون این ہمگی صبح و مسا را
ہم شام و پگاہی
گمراہ طریقے اگر شش غیر بداند
ای طالب موے
بینی ہمہ او گر ہمہ این ما و شما را
آئی سوی راہی
مانند پیادہ آئی بیرون از چہ سنہ
گر عاشق شہ
زان پس دو جہند ابا شی و بنی قضا را
در ہر پگاہی

مستزاد

مثنوی

شد هزاران هزار شکل غریب — از تجلی نور ذات حبیب
یک جهانی ز جنس جن و ملک — وان دگر از عناصر است و فلک
خود برآمد بشکل این اکوان — حسب درخواست حضرت اعیان
هست عالم تمام مرآت ش — کاندرو ظاهر است آیات ش
طرفه ترا ینکه رائے او مرآت — جز یکی نے چگویمت ہیہات
لیک اندر جہان کہنہ و نو — جست وجوی نمود با تگ و دو
ہیچکس را نیافت این قابل — کہ ظہورش بود در و کامل
آخر الامر سوئے آدم دید — بہتر و خوب تر ز عالم دید
متصف با صفات تنزیہی — ہم در و وصف نعت تشبیہی
زین سبب شد خلیفہ انس انسان — دیگرے کس نبود لائق آن
اوست آئینہ صاحب الوجہین — گر بہ بینے تو با حقیقت عین
روی سوئے خصایص ربے — وجہ طرف نقایص عبدے
سجدہ اش با نقایص عبدے — جانب آن خصایص ربے
پس ہمون ساجد ست و ہم مسجود — نیست در دو ہر غیر او موجود
جز عدم نیست غیر ذات خدا — پس بود عین او ہمہ اشیا

امر بی تست روح و ہر خلقت — ذکر بی کام و بی زبان او راست
چیف در بند جسم و در مانے — نشنوی صوت پاک رحمانی
یار ما ہم دم ست با تو کلیم — چیف تو نشنوی کلام قدیم
ہمہ عالم پر ست از آوا ز — لیک در ہای گوش تو کن باز
باز کردن ہمین بس ست ترا — کن نظر جانب کلام الم

مثنوی فارسی

بایدت گر بہین دلیل گواہ — گو گواہ قصہ ہائے دراز
ہست ہنگامہ سازی ذرہ شنیدن را — نغمہ ہائے کہ بیک کلمہ مرتفع
از صدوث و اختلاف حروف — اول و آخر ش بود موقوف
زان سبب نامش آیت آمد و بس — کہ بود ہم بحق دلالت بس
عالم صوت از و ظہور گرفت — از خصوص ش نیاز طور گرفت
نیست ہنگامہ ای کہ از سخن او — نیست در ہر دلے ز بس کہ فرو
نیست در ہر دلے ز بس کہ فرو — نیست در ہر دلے ز بس کہ فرو

بر بحر حقیقتم گذر دہ | بینم بغلط سراب تا کے
یک حرف ز عشق خود سبق دہ | خوانم قصص کتاب تا کے
بیخود ز خودم کن و بخود دار | مانم بخودے خراب تا کے
مستم بکن از نگاہ مستت | دارم ہوس شراب تا کے
باشم بتعلقات ذرات | وامانده ز آفتاب تا کے

مثنوے

صرفنا اللیالے وایامہا | من العمر بالمعصیۃ والہوا
نگاہی بمالے خدایا بفگن | لقد انقضے العمر طال الحزن
ز تلبیس ابلیس ناچارہ ایم | بہ تبعیت نفس امارہ ایم
نجاتم بدہ ایخدا ازین بلا | بکن دور ازین نفس و شیطان ما
مرادات یاران این انجمن | برآور بلطف خودای ذوالمنن
بہر احتیاجی کہ دارند پیش | روا کن خدایا باحسان خویش
برارباب ایمان کشاباب رزق | کہ مفلس نمانند ایشان ز صدق
شفادہ مریضان اسلام را | بہر ایشان کشاباب انعام را

ای خنده‌ات ز صورت گل پرده‌دار رای
ای سینه‌ات ز بیش دل انبهار رای
ای لخت‌لخت سوخته چون طور رای
ای دیده بکوصورت ناسور رای
ای صبح بیچ شب دیجور رای
ای راحت جان شکل غم آینده‌سوز رای
ای جانفزا ز آب رکت کوثر رای
در معنی فی انفسکم غور و نگاه کن
معشوق بیمر دارد و مهجور رای
دلدار تو نزدیک تست از رگ جانت
افتاده به پندار دو دور رای
خورشید جمال فی نجوم بیانت

دیوان فارسی

ای شب بیک دیده جان کندن رای
جانان بجانست و در میان رای
چون قطره بدریاست و در شور رای
از زندگی افتاد ای جان بسی رای
ای نازنین کن جان بسی رای
ای نازنین افسر دو عالم بسی رای
در رخص بیشت و هوس حور بسی رای
یک جو ز بیت این بطاعت نفروشند
پیوسته این زیانست اگر علم نفیست
پیش دیده دود است تا بسی
دریا و تو این حجاب تا بسی

از خلق جدا هستی و هم در همه‌هائی
از جمله منزه‌ای و در جمله درائی
بی نام و نشان بود و گنجینه پنهان
از مظهر شناسائی خود صورت مائی
بر وحدت آنست غرض کثرت شانت
یک شان تو خلق ست دگر شان خدائی
هم شاه جهانی بسرت افسر شاهی
هم دلق ببر داری و هم شکل گدائی
هم معتکف مسجدی و سبحه بدستی
همدوش بر تازی و در تبکده‌هائی
هم بارکش خرقه و هم رند قباپوش
هم رند سراپای و هم ترک ختائی
هم صوفی و رقاصی و هم صورت مطرب
هم چوبی و هم تازی و هم صوت و صدائی
هم نالهٔ جانکاهی و هم خندهٔ جان بخش
هم سوزی و هم سازی و هم درد و دوائی
هم بلبل و شیدائی و زاری و نزاری
هم در چمن دهر هر گل جلوه نمائی
هم خطی و هم خالی و هم چهرهٔ زیبا
هم کاکل مشکینی و هم زلف دوتائی
هم خرمن گلزاری و هم برق تبسم
هم دیدهٔ فتانی و بالای بلائی
هم شور کی و هم فتنه و هم آفت جانی
هم غمزه و هم عشوهٔ و هم ناز و ادائی
هم خنجر مژگانی و هم تیغ دو ابرو
هم تیر نگه در هدف سینهٔ مائی
هم قاضی و هم مفتی و هم حکم شریعت
هم گفتهٔ انا الحق بسر دار برآئی
هم عاقل و هشیاری و هم بیش و هم استی
هم واعظ و هم پیرهٔ میخانه بهائی

امیر عالم آرای ظهیر دین و دنیائے
شهنشاه علی جاهی نبی شانی حق آگاهی

محیط فیض و ارشادی بعلم فقر استادے
سراپا حسن جان بخشی همه جانان دلخواهی

دُر دریائے تجریدی گل بستان تفریدی
بشکل و صورت انسان نمایان ذات اللهی

شبستان جهان شد همچو روز از روشنی روشن
که طالع گشته از آفاق عالم اینچنین ماهی

گرفته صوت قالی ببزمش سیرت حالے
زبان شمع شد در مدح او مرغ سحرگاهی

بخاشاک وجودم رو نگاه گرم رو آتش
برون از آسمان شد شعلهٔ تابنده پرکاهی

ز شوق عشق محبوب آنچنان گشتم تهی از خود
که تصویریم مصور در کشد بر صورت آهی

چه غم داری نیاز از رفتن تنها ازین عالم
که سلطان المشایخ یار جان تست و همراهی

ای جلوه گهی رویت هر وجهی هر روئے
راه تو و کوئی تو هر راهی و هر کوئی

ای قبلهٔ ایمانم دی جان دل و جانم
رو سوی تو گردانم هر طرفی و هر سوئی

اندر دل هر قطره دریاست بموج اندر
خود بحر محیط است این هر سو و سر جوئے

این جمله ضمایر را مرجع توئی ایجانان
تعبیر ز تست اینک هر ماهی و هر دوئے

اندر ره عشق تو رفتست نیاز از خود
از تست کزو هست این هر ها و هر هوئے

دیگر

گر بر سر بالینم نازان بخرام آئے
جان از سر نو یابم هم تاب و توانائے

ازخلق

ای رشک بچامن انداز نگاهی
تا طائر قدسی ست پرواز نگاهی

پیمانهٔ ما را تو شکستی ز نگاهی
ما را ز دو عالم تو گسستی ز نگاهی

از رفتن و بستن شد و امان شکستی
ای آه دل سرد من از رنگ نشستی

ای رشک بچامن انداز نگاهی
تا طائر قدسی ست پرواز نگاهی

خاک ره کوئی تو این طرفه که هر دم
چون بر دل شیدا یم از هر سو دو آهی

ای رشک بچامن انداز نگاهی
تا طائر قدسی ست پرواز نگاهی

بوی چمن آن زلف پریشان تو دارد
هم صبح ز خورشید تو تابان تو دارد

ای رشک بچامن انداز نگاهی
تا طائر قدسی ست پرواز نگاهی

از خلق

نظری بصورتم کن بنگاه دیده دل
که بجز تو نیست در دل بجهان دگر تمنا

نظری بصورتم کن بنگاه دیده دل
که بجز تو نیست در دل بجهان دگر تمنا

که نهایت سراپا همه جلوه تست ای دل
همه نهضت صفت من همه تو همه تمنا

من و منست این من تو توئی همه من تو
همه تو کنار تست که بصورت نیاز است

چه نیاز و ناز باشد که خلوص ست در میانی
درمان دلی است همه اعجاز نگاهی

زان ست مرا همدم و دمساز نگاهی
بنده شود و چشم بیابست بر بسته

ردیف یار تحتانی

زہی عزو علائی منتہای اوج انسانے	نبی شیری مبط تنزیل فرقانے
امیر عالم امری شہ معمورۂ خلقے	ادیب علوی و سفلی رسول انسی و جانی
ظہور کامل ذات صفات حضرت یزدان	حبیبی سیدے محبوب خاص الخاص ربانی
رحیمی رحمۃ للعالمینے شافع خلقے	کریم اکرم الخلقے سراپا فیض رحمانی
درخشان آفتاب آسمان حسن و محبوبی	چو شمع صبح در بزمش نماید ماہ کنعانی
شبستان جہان روشن ز نور راہ روے تو	ز تاب شعلۂ حسنش کند خورشید رخشانی
کند در یک نگہ واجب نما آئینۂ دلرا	بیک چشمک دہد ارزش ز نگار امکانی
تو اندر شان تشبیہی محمد نام خود دارد	محمد غیر حق نبود بحکم ذوق عرفانے
چہ وسعت دادۂ یارب بظرف آن عظیم الشان	کہ انی عبدہ گوید بجاے قول سبحانی
نیاز اندر دلت گر بر رخ جاگیر کس گیرد	نہ بینی تا ابد روی پریشانی و حیرانی

دیگر

زہی عزو جلال بوترابی فخر انسانی	علی مرتضی مشکلکشائی شیر یزدانی
ولی حق وصی مصطفے دریاے فیضانی	امام دو جہانی قبلۂ دینی و ایمانی
امیر کشور فقری شہ اقلیم عرفانی	خدا گوئی خدا بینی خدادادی خداشانی
انیس محفل انسی جلیس مجلس قدسی	سر و جان خاصانے نشاط روح پاکانی

دیوان فارسی نیاز

میشود حلقه نشین بر نمط هالهٔ ماه | ماهرویان جهان گرد پری پیکر من
واعظا جنت من سلسلهٔ پرداغ من است | دلبرم حور من و چشمهٔ ترم کوثر من
بس فسرد و ماند جناح ملکوت از پرواز | در مقامیکه رسید این دلک بی پر من
یافتند عالمیان تاب دگر از نورم | چون ز آفاق جهان گشت بلند اختر من
تا شوی محرم اسرار حقیقت چو نیاز | سایه سان باش پس و پیش رو و رهبر من

ردیف واو

دلا خاک ره کوئی محمد شو محمد شو | ز هر سوئی بیا سوئے محمد شو محمد شو
بهر دم سجدهٔ جان سوئے ابروئے محمد کن | بروئی قبلهٔ روی محمد شو محمد شو
تجرد پیشه گیر از قید عالم وار هان خود را | اسیر حلقهٔ موی محمد شو محمد شو
با خلاق الٰهی متصف بودن اگر خواهی | سراپا سیرت و خوی محمد شو محمد شو
بکن خالی مشام از بوی گلهای جهان ابدل | بیا دلدادهٔ بوئے محمد شو محمد شو

ردیف | نیاز اندر دولت گر مهر عرفان خدا باشد | هامی هوز
فدای شان دلجوئی محمد شو محمد شو

من پاکباز عشقم ذوق فنا چشیده | آهوی دشت هویم از ما سوا رسیده
بد پرده های وهمی ما را حجاب دیده | دیدم بروی جانان این پرده ها دریده
گل گشت غنچهٔ دل دل بستگیش وا شد | چون باد نوبهاری بر گلشنم وزیده

الا یا صاحب الوجدانین — فتخطی بیته فی فلاطون — ومن یعلم تدا ویه سوی الکن — فما مجنون بدا لی من مجون — فتی مجنون سه من کل جنس — ایلف العشق مفتون ومجنون

تعالی جسنا عما یقولون — تبارک بیته والقلب فی خون

ترحم والتفت نحو العشوق — فان یا مدت عنات مجنون

بلاوی العشق یا امی بلاء — وآلام المصائب فیه مشحون

وله

قیدست ساقیا در میخانه باز کن — پیمان توبه بشکن و پیمانه باز کن

هنگام زهد و توبه و تقوی گذشت رفت — وقت شراب و شاهد و رندی فراز کن

دیوان فارسی

در حقیقت ست و داع صبر کن

تنگ بر بند طاق و ابروی دل سوگوار من

گوشهای جان بخش جان نواز من

بنما با سنجلی جان بخش جان نواز من

طرز و ادا و غمزه عاشق نواز من

هر دو عطا و لطف با اهل نیاز من

حسن فنا غنست کرد دل از غنی تنگ سازمن

ابیل اگر غنا طلبی تنگ سازمن

چون شاه عشق آمد تخته فضل آمد

نیست جز آهنگ عشق آواز موسیقار من — رب ارنی مینوازد در بر بط هر تار من

بسکه هستم سایه پرور زیر بال مهر یار — یمن میگردد هما از سایه دیوار من

ای نسیم گلشن ما سوی دکانم بیا — تا رساند در مشامت بوی جان عطار من

حسن خوبان بهر حق بینی مثال عینک است — میدهد بینایی اندر دیده نظار من

آمد اندر ملک جان بر تخت دل سلطان عشق — حاکم عقلم بدر شد از سر هشیار من

همچو دریای محیط آقطره ام شد موج زن — چون بخود غرقم نمود آن قلزم زخار من

کرد مارا بی نیاز آن قبله اهل نیاز
لطف فرماشد باحوال دل افگار من

اسیر عشق مفتون ست و مجنون — حریق قلبه والنار مکنون

نمیداند طبیب آزار ما را — وما بجویه منهاج وقانون

زما تر دامنم اندر نظاره — بیا نفسنا عما بطنون

شهید اکبرست این کشته عشق — ومالذ بد والتقوی بمنون

بیا جانان بنعشم لطف فرما — حضورا لحی علی الاموات مسنون

نیاز اندر خمارست ای دریغا
وحمرالدان مملو ومدنون

۲۷

نباشد خالی از جولانگری گردو غبار من
نمایان بر نمیان میگردد آخر شهسوار من

نروید در زمین سینه ام خرد از نه عشقت
ز خونابِ لم سرسبز گردد کشتکار من

گهی گریم گهی خندم گهی رقصم گهی خرم
بیک حالت قرارم نه چه شد اے بیقرار من

من از مسجد بمیخانه نه از خود میروم یاران
که در دستم نماند دیندم عنان اختیار من

گه از زلف پریشانم گذارد بتو میرانم
همین کفر ست و ایمانم همین لیل و نهار من

نه آه و ناله تنها دارم اندر عشقبازیها
تماشای دگر هم دارد این آئینه دار من

بهر صید ز بوی چشمم دامم وا نمیگردد
بصحرا ے که میگردم بود عنقا شکار من

جهان با کثرت خود خوب و حدت نقطه صفر است
حبابی دیگری باید بمفتوح شمار من

نیاز از من مجو از بهر درد یار درمانی
که نبود هیچ شی جز درد یار اندر دیار من

وی خرامان میگذشت آن یار خوش رفتار من
با ادا و ناز و شوخی از سر بازار من

چون نقاب زلف مشکین از رخ عارض فگن
شد جهان دیوانه روے پری رخسار من

خرمن جان جهان از اشوخت و مانند برق
از نگاه ما گزر کرد آن بت عیار من

بسکه در عشقش شدم از کفر و از ایمان بری
رشته جانم گسست از سبحه زنار من

عشق اسلام ست و نیم عشق درمانست در
عشق غمخوار ست و هونس عشق یار غار من

بر نیاید از نوای سوز از منقار من
تا نباشد جوش و ملک جانم ای رقیب

ظاهرش پیدا ست اندر صورت اظهار من
از محیط نقطه مرکز نبود و اقلیم ملک

چشم دل باکشا و منگر وسعت پرکار من
نور و اتش بر دلم هر دم تجلی میکند

تاب دیگر میدهد هر شعله دیدار من
در بن هر ذره صد خورشید تابان بنگرم

از نشاست در بخش شد پیدا ست مستکمی ا ست
از نشاط اسلامیان کفر باشد خرد لا یعقل عشق

زنده از نم سواد الوجه من آگه یکے
نیست در فهم تو رم مقتفور زنار من

طوطی دستان سرا دوق شوم ای بیخبر
نیست جز نالهٔ جانسوز از منقار من

ردیف نون

۳۶

مضمون او و نالهٔ موزون بکار است — خواهم خود و مطلع دواوین انچنین — دود من است سینه پر از دود من انچنین — دود هم بسحر سپندا هم انچنین — فتاده ای صبا بگذر بکوی گلعذار من — بگذر بکوچه جانا دام مشت غبار من — بگذر بکوچه جانا دام مشت غبار من — پرده دار من

قیامت ساز کن امروز تا فردا نمی بینم — نقاب انداز و خود را بر سر بازار نمی بینم — بگذر بکوچه جانا دام مشت غبار من — پرده دار من

که آید در دیار من کسی غمخوار نمی بینم — چه شد ای بیقرار من کسی صبر و قرار من

زجیب و دامنم فرصت بجز حیران نگذشت — بگو با من که فرصت چون گذشت اکنون نمی بینم

بر و بگذر ز مشق چه خواهی کرد کار من — نمیکردی ز اول فکر این صعب کار نمی بینم

اگر در شان تو گفت شکست آرد شمار من — کمن اوراق را جز اختیاری در بهم دیگر

دیوان فارسی

بیا ساقی بیار آن لعل رخشان — که تا بخشد بما عمر دگر جان

همه اول و آخرم من ظاهر و باطن منم
چیست عالم تا بنا پیدا کنم
این همه آوازها از آسمان می آید
گاهی ادریس گاهی شیث گاهی نوح گه یونس
گاهی صالح گه ابراهیم گه اسحق گه یحیی
برای میکشان امروز نقد وقت شان گشتم
بدریای حقیقت بهر غواصان دریا دل
نیاز اندر حقیقت لایزال و لم یزل هستم
مگر با این تعیین نیست و نابود بود هستم

ردیف نون

خواجه بوالجلال معین الدین نور
محرم کون و مکان معین الدین
مشرق آرایش آسمان معین الدین
مظهر و جلوه گاه نور قدم
انتخاب دو جهان معین الدین
مایه ی انس و جان معین الدین
هادی و راهنمای اهل صفا
عاشقان را دلیل راه یقین
سر راه گمان معین الدین
خواجه الاسلام و قدس مقام

گهی یوسف گهی یعقوب گاهی یونس و دلبود هستم
گهی موسی گهی عیسی گهی داود بود هستم
ز بهر دیگران روز جزا موعود بود هستم
بهر عهدی و عصری گوهر مقصود بود هستم

ای طالبان ای طالبان من با شما هر جا هستم
هم جلوه گر در دیده ها هم مضمر دلها هستم
این دوری و مهجوریم از وهم و پندار شماست
در نسبت خود با شما دریا و موج آسا هستم
ثابت ترم من از همه بی آنکه آشامم کنند
بی آنکه استثنا کنند از جمله مستثنا هستم
بر عکس رسم اینجهان در پرده میباشم عیان
چندانکه بی پرده شوم در پرده اخفا هستم
هم صوت ناسوتیم هم معنی لاهوتیم
پنهان و از پنهان و هم پیدا تر از پیدا هستم
در جلوت فرق آمدم از خلوت جمع شیون
از انبساط تو زخود بزم جهان آرا هستم
هر چند بنمود غیر من در عالم نبود کهن
در ذات بخت خویشتن بر رتبه علیا هستم
با حسن خود در باختم من نرد عشق و عاشقی
هم لیلی و مجنون منم هم وامق و عذرا هستم
گه شیخم اندر خانقه گه رندم اندر میکده
گه سجده و سجاده ام گاهی می و مینا هستم

آسمان آستان معین الدین
قرب حق ای نیاز اگر خواهی
ساز و رو و زبان معین الدین
تشنه پیمان ز دیگر پیمانم اپنچنین
دست جنون نمود پیدا مانم اپنچنین
گر لالا از نیست و هم از هیچم داغ
یاری دگر دسته مژگانش آرزوست
ای رشک شمع تا به بشستانم آمدی
ارکان دیده گر افشانم اپنچنین
بنا شک قرار گم میدل شود
کاشفته روزگار و پریشانم اپنچنین
لذت چشیده از لب پیمانم اپنچنین
شهرن سوختن بیان جانم اپنچنین

چون یار به بزم آمده پوشیده نقابم
پس کس بنود حاجت او غیر حجابم

حرفیست جهان از ورق دفتر علمم
من نسخهٔ جامع عجبی طرفه کتابم

دریای محیط است وجودم بحقیقت
در صورت خود گرچه بتمثال سرابم

عالم شود از مست ز چشم من سرمست
یاران چه عجب هست که من کم نه شرابم

سلطان جهان هستم و آزاد ز هر قید
گو شکل گدایانه بقید گل و آبم

چون مهر من از مطلع غیب آمده بیرون
زرات جهان جمله عیان گشت ز تابم

ای مرده دلان عین حیات ابدیم
وی تشنه لبان سوی من آیید که آبم

از کشف و کرامات بلا قید که اینها
افتاده بر امند بتعداد حسابم

خود عاشق خود هستم و مشتاق لقایم
در شکل نیاز آمده ام با تب و تابم

با همه حسن و خوبیم عاشق روی کیستم
رسته ز دام جسم و جان بسته موی کیستم

در دلم این تپیدگی وز خودم این رمیدگی
ساکن کنج بیخودی سنبل خوی کیستم

جلوه گرم بهر جهت نعت منست هر صفت
سجده کنان بجان و دل جانب سوی کیستم

مست ز بوی من جهان در پس نکهتم روان
واله و مست و بی نکهت و بوی کیستم

با همه دلبری و ناز شیوه گرفته ام نیاز
خاک نمط بزیر پا در ره و کوی کیستم

شرار حسن رخ دوست آتشم زده است | حریق سوخته جانم دگر نمیدانم
قبول هدیه تمنا شاد حسن یا سنما | فدایت ای دل و جانم دگر نمیدانم
درون آئینهٔ خویش تا خدا دیدم | بسوی خود نگرانم دگر نمیدانم
ز راز دهر چگویم که خود کم باران | جز این که هیچ ندانم دگر نمیدانم
خدا پرستی من تا خدائیم برساند | فزون ز حصر و بیانم دگر نمیدانم
شنیدهٔ اگر از من صلای سبحانی | تو گفته بزبانم دگر نمیدانم
کمال فقر شده است از نظر فخر الدین | فدای او دل و جانم دگر نمیدانم
ببیار محو شدم چون حباب در دریا | ز چشم خلق نهانم دگر نمیدانم

ز بی نیازی خود میدهم خبر به نیاز
که جان جان جهانم دگر نمیدانم ؛

عاشق هجر منم من نه منم من نه منم | عارف باهر منم من نه منم من نه منم
سوز دل و جگر منم وحشت پرده در منم | دانش بخیه گر منم من نه منم من نه منم
امن منم خطر منم زهر منم شکر منم | نفع منم ضرر منم من نه منم من نه منم
شام منم سحر منم شمس منم قمر منم | در همه جلوه گر منم من نه منم من نه منم
این همه بحر و بر منم وین همه خشک و تر منم | قطره منم گهر منم من نه منم من نه منم

فروغ مشعل نور قدم کردست تابانم
چه تاب آرد حدوث تیره شمع فروزانم

مقدس طینتم عالی نزادم اینقدر دانم
که ننماید گل ولای فنا آلوده دامانم

ز بحر تشنگان آبی برآرے مردگان جانم
علاج علت و زحمت شفای دردمندانم

بود کحل البصر در دیده انظاره دو عالم
غبار گر دپائی فخر آدم خیر انسانم

برائی نه عرض دام جواهر خمسه را جوهر
که خود اصل الاصول استم و کون جمله ارکانم

برون آمد ز بحر ذات من صد گوهر و هر جان
ولی آدم در یکتاست زان دریائے عمانم

خورد مه روز و شب حیران مشوق دیدنم گریان
بگردم چرخ با صد جان بلاگردان و قربانم

نه کافر گفتمم باید نه مومن خواندم شاید
که نی در بند کفر استم نه اندر قید ایمانم

نه قید بند در پایم نه بند قید بالایم
جز این و آن بود جانم نه در ایمم نه در آنم

نمود جان و تن در من نبا شد جز خیال ظن
نه جان میدارم و نه تن که من خود جان جانانم

بشان تازه میگردم عیان از یکمن غیبم
نمی یابند اهل دم بدو آنم بیک شانم

نیاز عجز و بیتابی اگر یابی و من در من
به بینی بر سر ناز و غنا اندر دو گردانم

جهان پر غلغل و شور است از گفتار شیرینم
کجا یابی سخنگو چون لب لعل شکردانم

بمیدان حقیقت تا سر خود را نه در بازے
نیابی یکسر مو راز سر گوئی و چوگانم

ره راز و نیاز من نه ے یابند گمراهان
نمی بینند خفاشان ز خ خورشید عرفانم

بگرد خود همی گردم چو گردون
برون از خود خرامیدن ندارم

زخورشیدم درخشان جمله ذرات
بخود حرف درخشیدن ندارم

من آن مهرم که بیرنگیست تابم
برنگ ذره تابیدن ندارم

محیط عالم و مرکز نشینم
نظر از دست لغزیدن ندارم

نیاز از من مپرس ای مدعی گر هیچ
دماغ هیچ پرسیدن ندارم

الا یا ایها الساقی بده جام می نابم
که افگند ست هشیاری بلا در پیچ و در تابم

ندارم آرزوی علم و فضل و جاه در دل
همینم بس بود گر خود ز مانی یا نخود ی یابم

مدد تکلیف علم رسیمم ای عالم حالم
پریشان حالیم رو مید هد از درس العوابم

مطلق کرده ام من روجه گونین را زاندم
که با حضرت قبولم اتفاق افتاد ایجابم

نمود این پاره خاکم چو اکسیر آتش عشقت
چه طرفه قائم النارم بیا بنگر به سیمابم

بوقت نوجوانی حال پیری شد بمن طاری
غم هجران جانانم بشیب انداخته شابم

چه نگرانی و حیرانیست بر چشم بمین یارب
نمی آید خیال خواب شب هم در شب خوابم

بپرطوفان خیز اشکست این من وان از چشم خونبارم
که تر سانم ز غرق عالم اندر موج سیلابم

توصد گونه جفا و جور بر من میکنی جانان
بجز عجز و نیازم نیست دیگر شیوه و دابم

دیوان فارسی

ز نقد کفر و دین عشقم اگر آزادی بخشد
شوم کافر اگر تسبیح و زنار آرزو دارم

مقام نخت دل سیخواهم از چشم سرشکان
که این منصور خود را بر سر دار آرزو دارم

نگاه اندکی مهری بفرما بر دل زارم
اگر انصاف فرمائی چه بسیار آرزو دارم

بدو روز زندگی یک لحظه آسایش نمی بینم
ز فیض عام تو ای مرگ سنهار آرزو دارم

نیاز از رتبهٔ عقل و خرد هرگز مپرس از من
که هر دم مستی از چشم سرشار آرزو دارم

ما جان خود بدلبر جانانه داده ایم
آتش ز روی شمع ببروانه داده ایم

در بوس ما بیات نه وهم تلوث ست
جانا بحق که بوسهٔ پاکانه داده ایم

از ناگره کشا ز دل مو بموی یار
سوگند زلف او بتوای شانه داده ایم

تا خستگی و غریبی و بیکسی است
دست طلب بدست کریمانه داده ایم

زاهد طمع مدار ز ما پا بوس خویش
بوس نیاز بر لب پیمانه داده ایم

احرام نسبتم بحرم کے سزد نیاز
ایمان و دین بکافر بتخانه داده ایم

هوای سیر گل دیدن ندارم
چو بلبل ذوق نالیدن ندارم

ز داغستان دل باغ و بهارم
دگر پروای گل چیدن ندارم

زاهد نابین اگر بینائی دارد هوس
ها ن بکش در دیده کحل خاک اصفاهان عشق

ملت و آئین عشق از جمله ملتها نکوست
زین جهت ره میبرم سر جاده یاران عشق

چون زلیخا من اسیر یوسف بصریم
در نظر دارم هزاران یوسف کنعان عشق

نه بوصل آرام جان نه در فراق آسودگی
از که جویم چاره این درد بیدرمان عشق

ردیف | ای نیاز از گفتگوی این و آن بس کن خموش / محو شو اندر تماشای رخ جانان عشق ؛ | لام

جلوه گاه ذات بین در منظر ایوان دل
عرش سلطان وجوب این کرسی امکان دل

گنبد گردون عالم از حبابی بیش نیست
گه نمود آمده از بحر بی پایان دل ؛

دید چون سیمان دل برهان سلم نقص یافت
منتهج عکس قیاس ست حجت و برهان دل

چون زلیخا کی شوم من مبتلای یوسفی
صد هزاران یوسف مصریست در کنعان دل

در جناب دل بصدق جان همیدارم امید
تا ابد باشد همین سیمان دست من دامان دل ؛

ردیف | از بیان این و آن خاموش بنشین اے نیاز / باش مستغرق بدیدار رخ جانان دل ؛ | میم

در ره حق اندیشی میپویم و میر قصم
دست از خودی و خویشی میشویم و میر قصم

حامی زمی باقی از دست خوش ساقی
با کثرت مشتاقی میجویم و میر قصم

اجماصد مرجبا بر لطف و بر احسان عشق
فارغ از نیم و زره و گبر و مسلمان ساخته
عشق اسلام ست و دین و ملک و کفر و شرع من
کاروان عشق را هر سو که دارد پا در آ
گشته شمشیر عشق از مرگ با او در امان
هر که دارد پا در آ
زنده جاوید باشد مرده یزدان عشق
در زندان عشق
لیس فی سوق الا لخفقه ثمن متاع یغرق
لیس من دون اللقاء جنس علی وفق عشق
لطف سر عشقبازی از سر بالین پرس
کاندرین میدان کشش گوید بتاز
در نگاه موشکاف دیدهٔ اهل نظر

دیوان وفا رعنا

ردیف

عالمی پر شور شش ست از غلغل و شورت نیاز
یکدمی ای یار من از ها و هو بس کن خموش

قاف

اشد تنم همرنگ با جان جان بتن همرنگ شد	میرسد هر جا که خواهد جان بتن خانه بدوش
گفتمش ای جان من هم جان و هم تن خود توئی	گفت فی الواقع دل در سر این سر را مکوش
نیست اندر اختیارم ضبط حالت چون کنم	می بر آید از درونم میخروشم و میخروش
وی بسم من شیخ و دین و سبحه خوان مسجد نشین	هستم اکنون بت پرست کافر تار پوش
زهد و تقوی در فگندم زیر پای آن صنم	مذهبم عشقست و رندی مشربم نوشم و خروش
زاهدا بشنو خدارا آنچه میگویم ترا	زهد بیمعنی گذارد جام عشق از من بنوش
خدمت پیر مغان بر خود گرفتم قرض عین	گر کمتر از بندگانش بنده ام حلقه بگوش
بر در میخانه بنشستم بصد عجز و نیاز	گشته ام از بهر یکدو جام می طاعت فروش

پرتو مهر قدیم ست این مه تابان عشق	جلوهٔ نور کلیم ست آتش سوزان عشق
دود آه سرکشی از سینهٔ سوزان من	مد بسم الله باشد بر سر دیوان عشق
عاشقان در بینوائی خسروی میکنند	شاهی کونین دارد بیسر و سامان عشق
شمع و پروانه بهم دارند ربط عاشقی	نیک سنجیدیم سوز هر دو در میزان عشق
در حریم وصل جانان در نهادم چون قدم	هستیم را کرد بیرون از درش دربان عشق

ردیف | ای نیاز از جوش مستی یکدمی فارغ نیم / نیست جز ها و هو و شورم تا ابد کاری دگر | شین معجمه

هستم از صبح ازل در مستی جوش و خروش | خورده ام من جام می از دست مهمار دگر

هر چه از سحر و فسون اندر جهان می بینمش | جاد و چشمان فتان بتان می بینمش
نیست پروای دلم را غیر پروای بتان | فارغ از سود و زیان و جهان می بینمش
جسته المأوای دل کوی بتان دانسته ام | زانجهت مستغنی از حور و جنان می بینمش
در ازل شغل دلم عشق بتان بوده است | زین سبب روز و شب اندر کاران می بینمش

طالبا برخیز و رو چون سایه همراه نیاز
زانکه در راه حقیقت خوشروان می بینمش

هر چه از صحبت آرزوی بتان می بینمش | دانچه از شام ست از موی بتان می بینمش
هر چه از سحر و فسون آید پدید اندر جهان | غمزهٔ چشمان جادوی بتان می بینمش
دل بامید یکه گاهی دست بدامن زند | در ته خاک ره کوی بتان می بینمش
جان بقالب تنگ گشت و تا لبانم آمده | دل هنوز اندر پی جوی بتان می بینمش
آگهی که باشدش از شور غوغای جهان | روز و شب در شورش موی بتان می بینمش
چون نباشد این دماغم پر ز باغ از بوی گل | پرده باغ از بوی گیسوی بتان می بینمش

دیوان غزلیات نیاز

گر دگر گردان و آن چون این و آن می بینمش
گاه صاحب هوش و عاقل واعظ عالم شود
گاه مست اندر سر پیمان می بینمش
گاه با ناز و ادا پیش قبوع تنگ دلربا
در لباس گلرخان خوش خوی جوان می بینمش
گاه بسمل نیم جان مجروح شمشیر بتان
شکل نظارگیان عاشقان بسمل نوان می بینمش

گر چه پوشد گوت بسیار رنگ هزار
یک سمن او را چو یکدم با هم نهمان می بینمش

دل که بود اندر غم عشق فنی نام و نشان
گشت اندر عشق باقی نام و نشان می بینمش

تست گشتم آرزو چشم سیاهی با نیاز
الفراق اینک ناموس او داع اخر می بینمش

با این چشم شوخ بتان با جادو ست گر گویمش
نیست گفتم آرزو چشم سیاهی با نیاز
الفراق اینک ناموس او داع اخر می بینمش

با این چشم شوخ بتان با جادو ست گر گویمش

نسخه تمام

امام از گروه صحابه — که شد ای دل جز این صدیق اکبر
باجماع صحابه شد مقرر — نبی را جانشین صدیق اکبر

نیاز از بهر آن مداحش آمد
که بود است اینچنین صدیق اکبر

شمگر اسرنغم گذر دریغ مدار — نیاز کشتهٔ خود یک نظر دریغ مدار
فسانه ایست مطول تطاول زلفت — سماع مختصری زان سمر دریغ مدار
گرفت آتش عشقت ز فرق تا بقدم — ز آب پاست بچشم تر دریغ مدار
اگرچه لطف جوابم امید نیست زیاد — بلاغ نامه ام ای نامه بر دریغ مدار
اگرچه صید زبونم ولیکن ای صیاد — گرفتنم پی صید دگر دریغ مدار
نمود بیخبر از خویشتن مرا خبرت — خبر ز حال من بیخبر دریغ مدار
بظلمت شب زلفت بغبغب افتاده — ز جلوه رخ رشک قمر دریغ مدار
بهار داغ دلم رشک گلشن ارم ست — پریر خاسر باغم گذر دریغ مدار
هنوز قلابل پیوند چاک جیب منست — ز دستکاری خود انچه گر دریغ مدار
شکیب و تاب توان همره دلم رفتست — تو نیز بی دل جانم سفر دریغ مدار
نیاز داری اگر آرزوی دولت فقر — ز صرف ما حضرت تا میسر دریغ مدار

۱۵

خویش را حق دان و حق بین تا شوی حق عاقبت | طالب حق را نشان دادم ز راه حق پسند

نکتهٔ تحقیق بشنو از نیاز بی نیاز
کین همه نقش دو عالم نیست الا نقشبند

دارم ای عشق ز تو سنت صد احسانی چند | مشعل چند مرا کرده آسانی چند
هر که دلبند تو شد گشت ز هر بند آزاد | خواره ویران شده در عهد تو زندانی چند
بگدائی در ت شاهی عالم چکنم | تاج بخشان جهانند گدایانی چند
چشم در ریز ملامم بکجا ابر کجا | آن همه کان و دراین قطره بارانی چند
فیض دریا دلی دیده وریا من است | جیبه قلزم شده پر گوهر غلطانی چند
از خضرت عشقست که دارم در دل | لاله زاری عجبی رشک گلستانی چند

غزلی شسته و رفته دگری گوی نیاز
که بخوانند و ستایند غزلخوانی چند

نیست تنها بغمت نالهٔ و افغانی چند | دارم از سوز درون بهر تو بحرانی چند
می برادید شرری از بن هر موی تنم | تا فلک رفت سر شعله نیرانی چند
اشک رنگینم ازان جای بچشمم دارد | که شمار سر قست این در مرجانی چند
تا تو آئی بنظر غیر تو ناید در چشم | صف مژگانست مرا حاجب دربانی چند

خسروان دو جهانند گدایانی چند
نزد بانست که جانم بر نیازش بر تو
سید سرور تن من ز تمنای تو جان
ردیف را ی مهمله
امیر المؤمنین صدیق اکبر
امام المسلمین صدیق اکبر
رئیس العاشقین صدیق اکبر
انیس العارفین صدیق اکبر

فیض محبوب الهی ست که در ظل حمایت
صف زده هر طرفت دیده بدیدار مشتاق
نسبت سرو بدو بیت نشاید بدهم
چون پریشان نشود دیده بدیدار مشتاق
استخوانم شده از سوز درون خاکستر
شعله زد آتش عشقت پر و بالم چون برق
نسبت عشق بدو بیضه نشاید کردن
دیده ام گوئیا بیضه سیمرغ چنین
غزلی تازه گر آرم بمدیحت چه عجب
خامه ام در دو جهان نیست بجز مدح تو کار
نیست بیکس بجز از مدح تو کارم در کون
فیض دریا دلی ست که دارم در دل
خویش را حق دان و حق بین تا شوی حق عاقبت
طالب حق را نشان دادم ز راه حق پسند

نکتهٔ تحقیق بشنو از نیاز بی نیاز
کین همه نقش دو عالم نیست الا نقشبند

دارم ای عشق ز تو سنت صد احسانی چند | مشعل چند مرا کرده آسانی چند
هر که دلبند تو شد گشت ز هر بند آزاد | خواره ویران شده در عهد تو زندانی چند
بگدائی در ت شاهی عالم چکنم | تاج بخشان جهانند گدایانی چند
چشم در ریز ملامم بکجا ابر کجا | آن همه کان و دراین قطره بارانی چند
فیض دریا دلی دیده وریا من است | جیبه قلزم شده پر گوهر غلطانی چند
از خضرت عشقست که دارم در دل | لاله زاری عجبی رشک گلستانی چند

غزلی شسته و رفته دگری گوی نیاز
که بخوانند و ستایند غزلخوانی چند

نیست تنها بغمت نالهٔ و افغانی چند | دارم از سوز درون بهر تو بحرانی چند
می برادید شرری از بن هر موی تنم | تا فلک رفت سر شعله نیرانی چند
اشک رنگینم ازان جای بچشمم دارد | که شمار سر قست این در مرجانی چند
تا تو آئی بنظر غیر تو ناید در چشم | صف مژگانست مرا حاجب دربانی چند

خسروان دو جهانند گدایانی چند
نزد بانست که جانم بر نیازش بر تو
سید سرور تن من ز تمنای تو جان
ردیف را ی مهمله
امیر المؤمنین صدیق اکبر
امام المسلمین صدیق اکبر
رئیس العاشقین صدیق اکبر
انیس العارفین صدیق اکبر

فیض محبوب الهی ست که در ظل حمایت
صف زده هر طرفت دیده بدیدار مشتاق
نسبت سرو بدو بیت نشاید بدهم
چون پریشان نشود دیده بدیدار مشتاق
استخوانم شده از سوز درون خاکستر
شعله زد آتش عشقت پر و بالم چون برق
نسبت عشق بدو بیضه نشاید کردن
دیده ام گوئیا بیضه سیمرغ چنین
غزلی تازه گر آرم بمدیحت چه عجب
خامه ام در دو جهان نیست بجز مدح تو کار
نیست بیکس بجز از مدح تو کارم در کون
فیض دریا دلی ست که دارم در دل

عاشق از صادق بود مشکل بمشکل بگذرد
عاشقان را سیم و زر حاصل بحاصل بگذرد
در دو عالم آنکه او دل را بدلدار نداد
در دو عالم آنکه او دل را بدلدار نداد
حیرت بر شمع و پروانه مشکل بگذرد
گر شبی آن ماه تابانی بمحفل بگذرد

ارزد ار چون تماشای جمال یار نیست
نیست امکان اینکه در دل هم بباطل بگذرد
فکر بیهود کجا شد در خاطرت دارد بیار
کی تواند به شدن نخجی که از دل بگذرد
صورتم نیست ولیکن معنی اندارم بلند
باطنم آزاد و مطلق ظاهرم در قید و بند
راه حق سر کردن آسان نیست جان در فتن سر
اندرین ره پای ابدال همت مشکل پسند
نیست جز هستی حق پیدا و پنهان در وجود
هر که بیند غیر او بیند خیال باطل است

فرد و هستی و جوش و خروش هستانرا
هوای نشئه بشیخان هوشیار آورد
جفاکشان خرابات را خوشی بسیار کباد
بهار آمد و گل ها بشاخسار آورد
شگفت غنچه دل از هوای فصل بهار
نهال خاطر یخ بسته برگ و بار آورد
رسید باد صبا سوی بلبل مضطر
قدوم موسم گل گفت و در قرار آورد

حضور خسرو هندوستان نظام الدین
نیاز جان و دل خویش را نثار آورد

وای بر غلطیدهٔ در خون که قاتل بگذرد
او چنان ماند بتان و من همچو غافل بگذرد
شسته ام دستان خود از زندگی بیدلی
کار بر جان میفتد چون نوبت از دل بگذرد
جز دم شمشیر و نوک تیر آن خونخوار کیست
محرم دردی که آن بر جان بسمل بگذرد
نو بتم در ناتوانی تا باین حد رسید
آه را هم زور بازوئی که از دل بگذرد
همچو طوفانست پیدا از سر شک اشکبار من
می نه بینم کشتیم بر روی ساحل بگذرد
عاشقانرا غم عجب مونس بدست افتاده است
غم اگر مونس نباشد سخت مشکل بگذرد
داشتم دل یادگاری یار آنهم باز برد
کیست از یاران من یارب که دلدار بگذرد
در غم جانا بیا با ما نشین اے عندلیب
کین حیات چند روزه حال شامل بگذرد
اهل دل گویند مارا آفرین باد اے بهار
این نیاز ما گر نیاز او مقابل بگذرد

۱۳

سحر از آمدنت غنچه خبر داد که گل — نظر لطف سوی بلبل شیدا میکرد
صانع جزو و کل این جوهر فرد و دهنت — کاش میساخت دو بخشش سخن وا میکرد
دست میداد تو میگشت جهان را یکسر — باز پا بای هر کشته کف پا میکرد
چرخ با اینهمه بیمهری و بیدادگری — بر سر کشته جور تو چه پیها میکرد
شد بقربان کسی جان و دل و ایمانم — که مدام از سر الطاف تقاضا میکرد

گر شود جلوه گر اندر نظرش باز نیاز
یوسف مصر کند آنچه زلیخا میکرد

دل ما آنچه ز اغیار تمنا میکرد — شب در آئینه خود صاف تماشا میکرد
بحر یم حرم و دیر و کلیسا و کنشت — هر که میجست ترا وای چه بیجا میکرد
شیشه بود دلم یا که طلسم حیرت — که تمثال پری جلوه گر پیدا میکرد
عین دریاست حبابم بنگاه تحقیق — ورنه این قطره چرا شور و ریا میکرد
کمی قدر م و افزونی جاهش باهم — هر یکی حکمت دگر پیشنهاد میکرد
حاصل غیرت من بود پریشانی دل — ناخن شانه زلفت چو گره وا میکرد
دل من همچو سپندان بسر آتش عشق — در حضور تو طرش لب بدعا وا میکرد
در بزم آبله بود و پر از خونابی — محتسب بی سبب این شور و غوغا میکرد

رباب و عود و دف و چنگ با نگاه آورد — نشاط و خرمی آماده در کنار آورد
فرود آمد طرب نغمه های جان افزا — بگوش جان ز تو آهنگ پایدار آورد

غم پریشوری دل بود هنوز م در پیش
که دگر جلوهٔ نازت سر و سامانم سوخت

آتش محرقهٔ عشق تو هیچم نگذاشت
هم سر و دم و هم خواهش درمانم سوخت

استخوان سوزی مارا سببی پیدا نیست
هان پی شیر دل این جمله نیستانم سوخت

خواستم گرمی حسن تو بتحریر ارم
همه تن شعله نمط خامهٔ حسانم سوخت

گر مجوشی بلجنموشی بکن ای آشنا نیاز
سر بزانو شدنت نیز غزل خوانم سوخت

دیگر

مهر رویت نه همین دیده بحیرانم سوخت
گرمی شعلهٔ حسن تو دل و جانم سوخت

شمع سان بر سر زینت همه غم میسوزم
لیک یک لحظه بهجران تو نتوانم سوخت

نیست انصاف که بزم تو بر افروزد شمع
مهر رویه بحضورت به ازان دانم سوخت

دل مجموع من از غنچه لب تنگ خوشست
هر زه خندیدن گلهای گلستانم سوخت

سنگ پروانه نمط سوزی سازی دارم
غلغل و شور سحرگاهی غانم سوخت

لاله زار جگرم رشک بهار ارم ست
تو بهار عجبی صحن گلستانم سوخت

دفتر دعوی تقدیس بلا یک نکسر
شعلهٔ آتش عشق دل انسانم سوخت

گذر قافلها یکنفس آسوده نداشت
غم آوارگی گرد بیابانم سوخت

فلک افلاک بسیلاب سرشکم در چرخ
بود تا چشم سهیلت بم طوفانم سوخت

بلبلم در قفس و دور گلشن به بهار
در چمن نغمه مرغان خوش الحانم سوخت

بکوی یار ز پا رفتنت نیابی راه — اگر ز سر فگنی پارسائی آسان نیست
مجرد از من و تو شو گذر ز بند دوئی — که حق رسیدن یاد شمائی آسان نیست
نخست ترک هوا گیر ورنه ایدل خام — قدم نهادن تو در گدائی آسان نیست
بیا بصیقل توحید زنگ دل بزدای — تبا ز آئینه چهره نمائی آسان نیست
وضو بخون جگر کن بحکم مفتی عشق — که از جنابت صدئت صفائی آسان نیست
تهی ز خویش چو نی سور پای تا سر خود — وگرنه بوس لب بعل نائی آسان نیست
برون برآر تو خود را ز درمیان شمار — بهیچ نوع دگر خود نمائی آسان نیست
هزار گونه بدی مندرج به نیکی نفس — ز کید و مکر و فریب ها ئی آسان نیست
بخاک پستی اول بیاد پشت بشو — که سر بلندی و رفعت لوائی آسان نیست
صفات شمع و بصر علم را ز یار بگیر — وگرنه ایدل نادان سه پائی آسان نیست

بکش نیاز کنون با ز هستی خود را
جز این وسیله بگنجت رسائی آسان نیست

آنکه ببرد رگش نیاز نمست — شهسوار سمند ناز نمست
از ازل تا ابد بحسن قدیم — دیده وا کرده عشقباز نمست
آنکه غارت نمود کشور دل — چشم خونخوار نیمزه باز نمست

ای باد صبا بوی که از کشور یار آمدی
ای دیده بنوری چه بصورت آمدورفت
از گرد رهش مرهم سنگ دری در چشم
منظور تو از نظرت آمدورفت
جمعیت چو یکدل بصورت آمدورفت
چون ابر بهمت بدرت آمدورفت
ای فکرت نازک دباریک چنان
در ره بنصرت موکرت آمدورفت
ای دل فکرت نیست شناسا یار
کاندر بر تو بیمکرت آمدورفت
ای سرو بچه در دو دیده سوی چه آیم
کارام ده در دو سرت آمدورفت
دایم گه نیاز دبگه سوی تو باز

دیوان فارسی رازی

شنیده ام بصنم خانه از زبان صنم
صنم پرست و صنم هم زبان شمکن همه اوست
زساز مطرب پرسوز این رسیده بگوش
که چوب و تار صدائی تنن تنن همه اوست
شنیدم بمن همه صدقست و دید من همه حق
که گوش من همه او هست و چشم من همه اوست
چنان ز خویش برون رفتم و درون گشتم
که دید دیدهٔ جانم بجان و تن همه اوست
اگر تو دفتر اسلام و کفر پاره کنی
یقین شود بتو کین شیخ و برهمن همه اوست
اگر ز قید تعین برون شوی چو نیاز
نظر کنی که درین زیر پیرهن همه اوست

نیاز نیست که میگوید این کلام ایندم
قسم بحق که درین وقت در سخن همه اوست

ای دیده چاندر نظرت آمدورفت
کز دیدن او یک اثرت آمدورفت
وایم که خیالت بدازان شعلهٔ حسن
چون برق درخشان بسرت آمدورفت
ای دل ز سرت در دو سر حسن مجاز
صد شکر که این در دو سرت آمدورفت
ایجان جهان جان من زار و نزار
برلب شد و بهر نظرت آمدورفت
این مرده تنم بهر قدم بوسی تو
کردی شد و در رهگذرت آمدورفت
صد حیف ندیداست گهی روی مراد
مشتاق تو چندان بدرت آمدورفت
از آمدنت در برما نیست یقین
صد بار بگوشم خبرت آمدورفت

عشقبازان حقیقت بی سر اند ای نیاز
چون سر انیها زچوگانش بجای گوی اوست

ذات حق خورشید و این اعیان ما از ذات اوست
تا تابش ذرات ما از عکس اشراقات اوست

از رخ هر ذره تابان نور خورشید دلست
صورت اعیان عالم مظهر و مرآت اوست

ذات خورشیدست فی الواقع بهر ذره محیط
در صفات و ذات این هیدا و پنهان ذات اوست

در سحاب نیستی تا بانست برق پرتوش
ظلمت آباد عدم روشن ز ایماضات اوست

امتداد نقطه اش نقش جهانرا نقشبست
دفتر آفاق نقش نسخه آیات اوست

هم وجوب و هم قدم هم وصف امکان و حدوث
در نگاه دیده بینا همه حالات اوست

ملک بیچونی و چون معمور از وهست اوست ای نیاز
در مکان و لامکان تعبیر عمرانات اوست

دل دستگیر حلقه زلف دوتای اوست
جان پابند قید کمند هوای اوست

غارت گر قرار دل و رهزن شکیب
شوخی و ناز و غمزه و وطرز ادای اوست

شور و فغان و ناله و سوز گذار آه
دارد تپش بجان و دلم از برای اوست

از نسخه طبیب بنا شد شفای من
در دم هر آنکه داد علاج لقای اوست

در رشته مراد من افتاد صد گره
چشم نگه بناخن مشکلکشای اوست

ایمان عالم از رخ نورانی وی است
کفر جهان ز طره زلف دوتای اوست

با شد ز رفع قید تعین همون خدا
هر نفس که در احاطه قید سوای اوست

چشم دل بینا ز کتابان چون صدف
از آب روشنی دریی بهای اوست

گشته سرمهان ست در علن همه اوست
از مصحف رخ خوبان همین نمود رقم

۶ وس خلوت و هم شمع انجمن همه اوست
از خط و خال و رخ و زلف پریشکن او

از عشق تو واقف شوی یقین دانی
کافیس و لیلی و شیرین و کوهکن همه اوست

نظر بغیب مکن در ظهور باش دبیر
که طوطیان چمن زاغ و زغن همه اوست

همین

چو رفتی از میان بس خود خدا گشتی اناالحق زن
که شد پیوند جان جان دل حالات منصورت

جوابی رب ارنی لن ترانی نشنوی هرگز
بعشق آتشین رو لیشد سوزان آن طورت

نیاید در نگاه تو بجز آن حسن بی رنگی
بهر جانب که بینی باشد آن دلدار منظورت

چو خورشید حقیقت شد بروز از مطلع جانت
مبدل شد بروز روشنی شبهای دیجورت

شرابی خوردی از جام لب یار شکر خایی
سلامت یافت از تلخی هجران جان رنجورت

نباشد گر عبادت خالصاً لله اے زاهد
بگو حاصل چه باشد عاقبت زین جنبت حورت

چه تاب آرد حدوث تیره بر روے نیاز دل
فروغی از قدم پیداست اندر مشعل نورت

رقصم از نغمهٔ ترانهٔ اوست
مستیم از می مغانهٔ اوست

شعلهٔ زن در متاع جان و دلم
آتش حسن صد زبانهٔ اوست

مدت هستیش چه می پرسے
کز ازل تا ابد زمانهٔ اوست

آنکه در درد و جهان نمے گنجد
در دل دردمند خانهٔ اوست

شاخ برگ و شگوفه و گل خلق
جمله روئیدگی دانهٔ اوست

جز خدا نیست دیگرے موجود
من و تو حیلهٔ بهانهٔ اوست

باطن و ظاهر اول و آخر
قبلهٔ جانم آستانهٔ اوست

۷

ببین در صورتم با چشم تحقیق — حقیقت را مجازم نردبان است
وجود الکل عندی فی نباتی — نموده ماسوا وهم و گمان است
بلائی هستی ست این عالم آشوب — عدم شهریست کو دارالامان است
اگر دانی که هر شی هست لاشی — بدانکه هر مکان هم لامکان ست
دلا سر حقیقت کس نداند — مگر صاحب دلی کو رمزدان ست

نیاز این گفتگو از من مپندار
که نی گفتار نائی راز بان ست

یار ما را هزاران نام و نشانی دیگر ست — صورت و شکل و را هر وقت شانی دیگر ست
در طلسم خلق بر گنج رخش گیسوی او — هر طرف مار سیاهی پاسبانی دیگر ست
راه او ز طالب دنیای دین کے سر شود — طی راه عشق کار کاروانی دیگر ست
من نه تنها جان فانی پیش جانان کرده ام — بر سر هر تار مویش جانفشانی دیگر ست
از اسیران هوای حور جنت نیستم — بلبل عشقم مکانم آشیانی دیگر ست
فارغ از سود و زیان دین و دنیا گشته ام — عاشق غمدیده را سود و زیان دیگر ست
دیده بر دیدار جانانست ما را دیدم — سینه مجروح هر دم از سنانی دیگر ست
بنده عشقم ندارم از رو و نامی و ننگ — از رو هائے چنین کار کسانی دیگر ست

نیاز فارسی

ره ز راه کعبه رو در می کلیسا داده اند — نور آتش معرش دود افروزان شده
بر رنگ لعل بر آبرو بسوختن انگشت — ز ریخ و راحت هستی گذشته در جائے
رسیده ام کو در ا خانه دوخت و بهشت — نیاز را بمقامیکه حق عطا فرمود
برابرست در بر بها بریزد خشت

بمبارکباد ایل گشت بینا دیده کورت
نمایان شد بهر سو صورت یار نکو صورت
بت کیفیتی دارد نگاه نازمحمورت
که در مستی و بیهوشی در آید جان محمورت
بیاست غلغل و غوغا فاست در گوش و خروش و
که گم کرد گوش عالم را شد از بانگ و صدو شورت
بگیتی هر که او آید ازل بر زبان فاش گوید دل
که بیشمار ان بر آید هی از اندازه معذورت

بون

ردیف تای فوقانی

عشقت آنست کز و نام و نشانم باقیست
گرچه فانی شده ام ذکر و بیانم باقیست

گوهر هستی من گرچه حباب آسا است
ذات حق کان من و بحر روانم باقیست

محفل ما غوغای مطرب و نی آخر گشت
مستی و وجد دل رقص کنانم باقیست

شعله نور قدم بر دل طورم تابید
سوخت خاک شدم سوزش جانم باقیست

دیوان فارسی

اندر بغل آورده ام اینک دل بریان
تا با سگ کویتو کنم پیش مدارا

گیسوست بر و تیره و یا شب بر خ روز
یا اسود زنگیست بهم ترک حنارا

مست می ناب تو بهوش آمدنی نیست
لا یخمر من کاسک من کان سکارا

چون شمع سرا پا بسر گریه و آهم
من تارک قد حرت و خانا و بخارا

روزی بتماشای رخش جوش زدم من
اجریت من العین عیونا و بحارا

هر قطره اشکی که فرو ریختم از چشم
قد کان من القلب مدا باد منارا

چون دید سرشکم شفقی گفت بیاران
هان دور کنید این کس پر کرد و دغارا

زین پیش کسی چو تو بدین رنگ ندیدست
و ز دیده نگر از کف من رنگ حنارا

یارب چکنم چاره خود هیچ ندارم ز
این زندگی تلخ بمن نیست گوارا

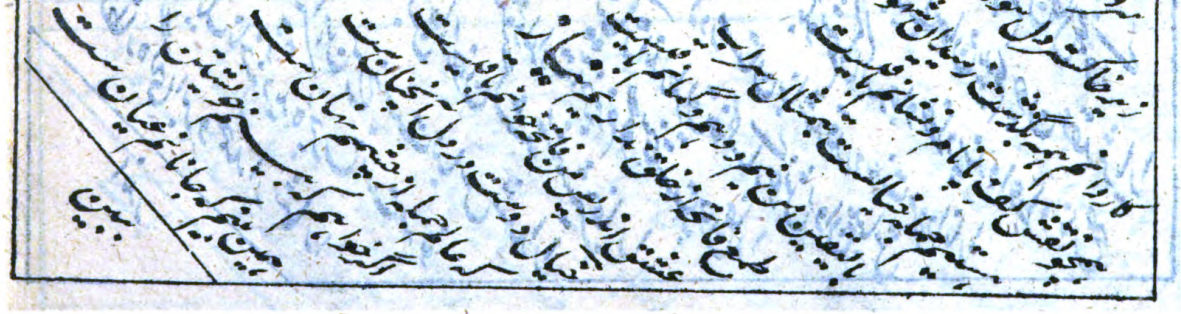
رحمی به نیازای شه بیداد ستمگر
تا کی ندهی داد بفریاد گدارا

ای دل بگیر دامن سلطان اولیا
یعنی حسین ابن علی جان اولیا

ذوقی دگر بجام شهادت از و رسید
شوقی دگر بمستی عرفان اولیا

چون صاحب مقام نبی و علی ست او
هم فخر انبیا شده هم شان اولیا

آئینه جمال الهی ست صورتش
زانرو شدست قبله ایمان اولیا



نیاز

باکی زپرسران خیالم نیازنیست
جان رابکف نهاده خوش بسر یم ما بیا

بمرآت جهان بنمو جانان روی زیبا را
برنگ دیگر دشان دگر هر پیر و برنا را

انیس اهل ایمان هم شد و هم یار دیدینان
بنای کعبه ابراهیم ساخت هم دیر و کلیسا را

بدشت پارسایان بار تقوی بر نهاد است او
بجان بیکسان انداخت مهر جام صهبا را

بنور آفتاب روی او هر روز تابان شد
نه تنها ماه کنعانی که بنموده زلیخا را

بقومی فخر فقر و خاکساری کرد ارزانی
بجمعی تاج فغفوری و جاه و حشمت دارا را

بهر ملکی دگر راهی و رسمی دیگری دارد
بهر طرفی معین ساخته افواج اسما را

نیاز از فیض جود اوست پر معمورهٔ عالم
که از تخت الثری بنواخت تا فوق الثریا را

الا یا ایها الساقی بنوشان جام می مارا
که نشناسم زمد هوشی سر از پا و ز سر پا را

سراپا بیخودم گردان ز قید هستیم رهسپران
چه در بند خودی خود یافتم جمله بلاها را

بلای بند هستی سخت عقد مشکلی دارد
که مشکل مینماید حل او هر پیر و برنا را

درین مشکل گشائی باز در حکمت بکار آید
نمی بینم توانائیش الا جام صهبا را

بیاد جلوه گر شو بر دلم ای راحت جانم ز
دگر میسند بر من وعدهٔ امروز فردا را

نظارهٔ گلی ابرو و چمدار شما را
یک ناخنه دیده بر من چرخ نیست لباس شهدا را

بلکه ناخنه دیده بر من چرخ نیست لباس شهدا را
نظارهٔ گلی ابرو و چمدار شما را

اندر

دیوان فارسی

بسمعیار ریاضت نقد همت را نکو دیده
پسند خاطر و دلها عیاری کرده ام پیدا

زدم صد چاک بر کوه دلم از تیشه محنت
به تنهائی نشینی طرفه غاری کرده ام پیدا

پر از در های شهوار است دامانم بحمد الله
چنین دولت ز چشم اشکباری کرده ام پیدا

عزیمتها همیکردم که شیطان بر طرف گردد
ز یکدانی و یک بینی حصاری کرده ام پیدا

بصید ما سوا شاهین همت کی فرود آرم
باوج قدس بهر او شکاری کرده ام پیدا

مکان لامکان دارم نشانم بی نشانیها ست
برون از چرخ دایر سن و ماری کرده ام پیدا

شنا در ماندم اندر بحر حسبت و جو یک عمری
رسید ستم بخود یاری کناری کرده ام پیدا

شنا کردن درون بحر بیحد سخت مشکل بود
ببازوی نیاز عجز کاری کرده ام پیدا

امشب آنست که زد حلقه جهان بر در ما
نیز نور خدا کرد طلوع از بر ما

در شبستان جهان بر نمط شمع سحر
بیفروغ ست مه چارده با اختر ما

چکد از ابر مجازم رشحات تحقیق
قلزم دیده حقیقت شده چشم تر ما

زاهد اجام طهورا پی فردا بردار
جرعه نوش کن ایندم ز می ساغر ما

نظر حضرت عشقست بسوی فقرا
که نهاد افسر شاهی جهان بر سر ما

اوج گیرائی ما بین که فضای ملکوت
جمله در سایه شد اندر ته بال و پر ما

از طفل عقل و عشق و الهیم
از ما بجو اصل و نسب تا بیابیم

بیتاب گشته ایم ز شور جهان نیاز
دست از خود ی نشانده ز خود بر نتابیم

دین مغان ز فقر و فنا شد بما رقم
مستیم و می ز خم نگرفته شتابیم

از فرقه های فرقه موافق شده ایم
با جمع اهل جمع تعلق نمی یابیم

ما آگهیم و بین تن و دل جان بود فدا
در خلوت سرای دو عالم نمی یابیم

از جلوه های حسن تعلق نمی یابیم
در خلوت سرای دو عالم نمی یابیم

ما آگهیم و بین تن و دل جان بود فدا
در خلوت سرای دو عالم نمی یابیم

از جلوه های حسن تعلق نمی یابیم
در خلوت سرای دو عالم نمی یابیم

در شناسائی چنان آمد رخ زیبای او
تاب دیگر میدهد هر لحظه بر انظار ما

روی خود دیگر دست کو بینیم او با صد هزار
موجب کثرت بود آئینهٔ بسیار ما

برای او مرآت مرئی جملگی یکذات اوست
عقل حیران است در صنعت گری یار ما

خود توئی ناظر توئی منظور ایجان جهان
پس چرا باشی نهان از دیدهٔ نظار ما

هستیت ماری است بر گنج جمالش آستین
گنج می آید بدست ار کشته گردد مار ما

خود تجلی کرده بر خود آن بت عیار ما
شاهد روی خود آمد یار گل رخسار ما

مقتضای حسن باشد جلوه گر بودن بخود
مهر و مه در آئینه بین شاهد گفتار ما

یارب آن روئے تو اعجاز است یا افسون و سحر
کز طلسم جادوش دیوانه شد هشیار ما

موی او گیسوئے مشکین بیت یا دکان عطر
شد پر از بوئی دل آویزش هر عطار ما

حسن خود نگذشت تا بیند بسوئے ما سوی
تا بیامد سوی ما آن یار خوش رفتار ما

بسکه مجمل یک نگاهی سوئے ما هم کرده بود
کو ز استثنا نکرده رو باستحضار ما

مختفی در ذات او بودیم چون رو عن بشیر
سر خود سید آمد بر سر اسرار ما

در ازل چون برق بگذشت از ره ملک ظهور
دید بالا جمال نقد و جنس این بازار ما

بود شاخ و برگ گل در تخم و آتش سندرج
در تماشا خود شد سیر این گلزار ما

بسم الله الرحمن الرحیم

ای غنی ذات تو از اقرار و از انکار ما
بی نیاز از ما و از پیدائی و اظهار ما

فی بهارت هستی مانی خزانت نیستی
ای بهارت بی تعلق از گل و از خار ما

کنز مخفی بود اندر غیب مطلق ذات تو
نام ما آنجا کجا بود و کجا آثار ما

رنگ بیرنگی ست اصل رنگها ی رنگ رنگ
نور بیرنگی به از نیرنگهای انوار ما

هستیت خود بحر موّاج ست ناپیدا کنار
قطره باشد یا نمی زان بحر این انهار ما

ما کیا شیم از خودی در حضرت دم بر زنیم
ای کم از کم روبرویت این همه بسیار ما

عین هستی خود توئی پس از تو چون منکر شوم
حجت هستی تست این هستی انکار ما

کی رسد شاهین فکر اندر هوای اوج تو
بی پر و بال ست آنجا طائر طیار ما

از چه رو دست نگه تا پایه کنهت رسد
تاب دیدارت ندارد دیدهٔ ابصار ما

کی رسائی یابد اندر حضرت تو چون و چند
گرچه زینهار و نوشست و گر مسی بازار ما

فرض کن دم گر حجاب نور ظلمت دور شد
در حریم قدس تو ممکن نباشد بار ما

اعتبارات و اضافاتی که آید بر زبان
نیست در هستی سانح کو بود و دلدار ما

عین او را کست حاجز دانش از ادراک او
کاو بیاغشت آخر کار در سر کار ما

حیرت اندر حیرت اندر حیرت اندر حیرت ست
هست با حیرت ز سرتاپای کار و بار ما

لنگ میگردد زبان اهل عرفان زینمقام
تا عرفناگفت اینجا سید ابرار ما

داده ام از ذات احدیت نشانی نیاز

به عون صنایع مکین و مکان و فضل خلاق مین و مکان

دیوان نیاز

در مطبع دنا می منشی نول کشور به طبع مزین مقبول جهان شد

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب دواوین اردو فارسی و کتب قصہ جات اردو و کتب قواعد اردو و فن عروض و قافیہ وغیرہ کی ذیل مین درج کرتے ہین شائقین ملاحظہ فرماوین —

کتب دواوین اردو و فارسی

بہارستان سخن اردو ناسخ و آتش و آباد کے ہمطرح غزلین سہ مصرعہ —

دیوان سخن فصاحت تصنیف منشی جواہر سنگھ جوہر

دیوان گویا تصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر مطبوعہ نظامی —

دیوان رند تصنیف نواب سید محمد خان بہادر لکھنوی شاگرد رشید آتش —

دیوان ناسخ کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہے

دیوان حوض و حاشیہ مین ہے —

کلیات آتش تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی

کلیات نظام اردو یہ کلیات بلاغت نکات کلام منجم نظام جناب نظام الدولہ نواب مرد الغلیخان بہادر کا ہے ہر سخن فہم و نکتہ رس کے قابل دید ہے —

کلیات نظیر اکبر آبادی اس مین مخمس مسدس و دیگر نظم ہین —

دیوان فدا یہ نہایت عمدہ کتاب تصنیف مولوی فدا حسین صاحب وکیل عدالت دیوانی علیگڈھ —

گلدستہ امانت مخمسات امانت شاعر لکھنوی کے مخمسات —

دیوان اسیر منشی مظفر علی صاحب اسیر شاعر نامور —

کلیات ذکی ملک الشعرا مہدی علی خان مرحوم ذکی کی تصنیف —

دیوان غافل تصنیف جناب منور خانصاحب غافل ہمپایہ آتش و ناسخ —

کلیات امیر اللہ تسلیم نام تاریخی نظم ارجمند تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی مغفور

دیوان ذوق کلیات سید ابراہیم دہلوی متخلص ذوق

منتخبات میر درد و سودا و اسطی مدارس اوده کی طبع ہوا

کلیات میر مسلم الثبوت اوستاد کا کلام ہے بعد نظر ثانی مکرر طبع ہوا —

دیوان صادق مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب

کلیات ظفر ہر چہار جلدیہ مجموعہ دیوان ظفر مشہور ہے

دیوان لطف یہ عمدہ دیوان اردو و پاکیزہ و چست ہے مطبوعہ اسدی —

مجمع الاشعار مجموعہ کلام استاذہ قدیم و حال ہے

دیوان نیاز تصنیف شاہ نیاز احمد مرحوم اردو و فارسی

کلیات مومن نہایت پاکیزہ و لاثانی کاغذ چھپائی

چمن بے نظیر مجموعہ کلام شعرا قدیم غزلین اور مخمسات و ترجیع بند لائق دید شاعران ناکی خیال ہے

دیوان امیر مسمے بمرآۃ الغیب تصنیف منشی میر احمد صاحب امیر اسکے چھپنے کا ایک زمانہ مشتاق تھا بار اول مطبوع طبع خلایق ہوا —

دیوان غالب دہلوی اردو — کئی مرتبہ مختلف مقامات مین طبع ہوا اور پھر خریدارون کی خواہش باقی رہی آخر کار اس مطبع مین منقول مطبوعہ نظامی سے طبع ہوا —

دیوان جرار مشہور شاعر مرزا حسین بیگ متخلص بہ جرار —

دیوان شہدی — مشہور شاعر —

گلدستہ نعت از محمد احد علیخان قصائد مدحیہ سرور کائنات تصنیف مولوی جمیل الدین احمد صاحب

Deewan Inayat

به عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق مکین و زمان

دیوان نیاز

در مطبع نامی منشی نولکشور به طبع مزین مقبول جهان شد

Dīwān-i- Niyāz

Niyāz Aḥmad, Sirhindī

1876.



I.O.o.C.8.

Indian Institute, Oxford.

The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

49 C 112

